عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان
ہفت روزہ
انٹرنیشنل
جلد نمبر ۱۹ شمارہ نمبر ۲۰
KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

ختم نبوۃ

خیر مجسم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم

دعا کی فضیلت، برکت و آداب قرآن و سنت کی روشنی میں

ایک سبق آموز واقعہ

اس نے بہت بڑی نیکی کی جسکی وجہ سے
ایک فرشتہ اسکی طرف سے حج کرتا ہے۔

ایک انگریز کا قبول اسلام

ایک نو مسلم انگریز جسے قادیانی بنانے کی کوشش کی گئی

قادیانی مبلغوں نے اسے گھیر لیا اور دلائل سے قائل کرنے کی کوشش کی گئی

لیکن اسکے باوجود قادیانی علماء اسے مرزا قادیانی کی نبوت کا قائل نہ کر سکے۔

قادیانیوں کے صد سالہ جشن پر پابندی کیخلاف رٹ درخواست مسترد

اُمت مسلمہ اپنے عقیدے کی کسی خلاف ورزی کو پسند نہیں کرتی، اگر قادیانی
خود کو ان کے تحت مسلمانوں سے الگ سمجھیں تو مشکلات پیدا نہیں ہوں گی

ہائی کورٹ کا فیصلہ

ہندو اور عیسائیوں کے مقابلہ میں قادیانیوں میں کم فراخدلی ہوتی ہے

انہیں ایسے اقدامات نہیں کرنے چاہئیں جس سے دوسروں کی دل آزاری ہو۔

قادیانی فوراً مرنے مارنے پر تیار ہو جاتے ہیں

یہ اپنے اداروں میں غیر قادیانیوں کو جگہ نہیں دیتے۔

مسٹر ایم پی بھنڈرا

دُعا کی فضیلت، برکت و آداب قرآن و سُنّت کی روشنی میں

ماخذ "درسِ قرآن" مؤلفہ: الحاج محمد احمد صاحب

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

واذا سألک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا بی لعلھم یرشدون ۞

(سورۃ البقرہ ۔ پ ۲)

اور جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق دریافت کریں تو میں قریب ہی ہوں۔ منظور کر لیتا ہوں عرضی درخواست کرنے والے کی جب وہ میرے حضور میں درخواست دے۔ سو ان کو چاہئے کہ میرے احکام کو قبول کیا کریں اور مجھ پر یقین رکھیں امید ہے کہ وہ لوگ رشد حاصل کریںگے

تفسیر و تشریح: اس سے پہلے گذشتہ آیات میں روزوں کے احکام رمضان کے فضائل اور روزوں میں بعض سہولتوں اور رعایتوں کا ذکر فرمایا گیا تھا۔ اور اس آیت کے بعد بھی پھر بعض احکام روزہ اور اعتکاف سے متعلق بیان فرمائے گئے ہیں۔ درمیان میں اس مختصر آیت میں بندوں کے حال پر توجہ و عنایت فرمانا، اپنے بندوں کی دعاؤں کا سننا اور قبول کرنا ذکر فرما کر اپنی اطاعت احکام کی ترغیب دی ہے۔ علاوہ اس ربط کے مفسرین نے اس قول آیت کے شان نزول کے سلسلہ میں کئی روایات نقل فرمائی ہیں۔ ایک روایت یہ ہے کہ ایک بدوی یعنی دیہاتی نے آکر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسولؐ اللہ ہمارا پروردگار کیا ہمارے پاس ہی ہے کہ ہم آہستہ دعا مانگیں یا دور ہے کہ بلند آواز سے پکاریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر خاموش ہو گئے۔ اور اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ ایک دوسری روایت یہ ہے کہ کسی جہاد پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مع صحابہ کرام کے تشریف لے گئے۔ صحابہؓ نے بلند آواز سے تکبیر و تہلیل پکارنی شروع کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا رب نہ بہرا ہے نہ دور ہے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کی تصدیق ہو گئی۔ بہرحال شان نزول کسی بنا پر ہو۔ آیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

"اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق دریافت کریں کہ میں ان کے قریب ہوں یا دور تو میری طرف سے ان سے فرما دیجئے کہ میں قریب ہی ہوں اور باستثناء نامناسب درخواست کے ہر عرضی درخواست کرنے والے کی جبکہ وہ میرے حضور میں درخواست دے منظور کر لیتا ہوں جس طرح میں ان کی عرض و معروض کو منظور کر لیتا ہوں، ان کو چاہئے کہ میرے احکام کی پابندی بجا آوری کے ساتھ قبول کریں اور مجھ پر یقین رکھیں یعنی میری ہستی پر بھی، میرے حاکم ہونے پر بھی میرے حکیم ہونے پر بھی اور رعایت مصالح پر بھی اس طرح امید ہے کہ وہ لوگ رشد و ہدایت حاصل کر لیں گے"

یہاں اس آیت میں حق تعالیٰ نے جو یہ فرمایا کہ میں قریب ہوں تو اس سے جسمانی قرب مطلب نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ جسم سے پاک ہیں بلکہ جیسے حق تعالیٰ کی ذات کی حقیقت بے چون و چگون ہونے کی وجہ سے ادراک نہیں کی جا سکتی۔ اسی طرح ان کی صفات کی حقیقت بھی معلوم نہیں ہو سکتی۔ بس اجمالاً اتنا سمجھ لیں کہ جیسی ان کی ذات ہے ان کی شان کے مطابق ان کا قرب بھی ہے۔

علامہ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے اس آیت کو روزوں کے احکام کی آیتوں کے درمیان وارد کرنے کی حکمت یہ ہے کہ روزوں میں بھی اور روزوں کے ختم ہونے کے بعد بھی لوگوں کو دعا کی ترغیب ہو۔ اور وہ بکثرت دعائیں کیا کریں۔ دعا انسان کے لئے ایک فطری بات ہے اس لئے ہر مذہب کے ماننے والے اپنی ضرورتوں میں دعا کرتے ہیں لیکن اسلام میں اس کی خاص طور سے تعلیم اور تاکید فرمائی گئی ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو یہ بھی بتلایا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے بلکہ عبادت کی روح اور اس کا مغز ہے ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندہ پر ناراض ہوتا ہے جو اپنی حاجتیں اور ضرورتیں اس سے نہیں مانگتا سبحان اللہ! دنیا میں کوئی آدمی اگر اپنے کسی گہرے دوست یا کسی عزیز قریب سے بھی بار بار اپنی ضرورتوں کا سوال کرے تو وہ اس سے تنگ آکر خفا ہو جاتا ہے لیکن اللہ پاک اپنے بندوں پر ایسے شفیق اور مہربان ہیں کہ وہ نہ مانگنے پر خفا اور ناراض ہو جاتے ہیں۔

یہاں ایک بات یہ بھی یاد رکھنے کی ہے کہ جو دعا جس قدر دل کی گہرائی سے اور اپنے کو جس قدر عاجز اور بے بس سمجھ کر اور اللہ کی قدرت و رحمت کے جتنے یقین کے ساتھ کی جائے گی۔ اسی قدر اس کے قبول ہونے کی زیادہ امید ہے۔ اور جو دعا دل سے نہ کی جائے بلکہ رسمی طور پر صرف زبان سے کی جائے وہ در اصل دعا ہی نہیں ہوتی، حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ وہ دعا قبول نہیں کرتا جو دل کی غفلت کے ساتھ کی جائے۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ ہر وقت اور ہر آن دعا سنتے ہیں لیکن احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض خاص وقتوں میں دعا زیادہ مقبول ہوتی ہے۔ مثلاً فرض نمازوں کے بعد رات کے آخری حصہ میں، روزہ کے افطار کے وقت، سفر کی حالت میں خاص کر جب سفر دین کے لئے اور اللہ کی رضا کے لئے ہو۔ بارش کے وقت، سجدہ کی حالت میں، تلاوت

باقی صفحہ ۲۶ پر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

جلد نمبر ۱۰ | ۸ تا ۱۴ ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ بمطابق ۱۸ تا ۲۴ اکتوبر ۱۹۹۱ء شمسی | شمارہ نمبر ۲۰

مدیر مسئول ـــ عبدالرحمٰن باوا

اس شمارے میں

۱: دعا کی فضیلت و برکت ـــــ ۲
۲: حمد باری تعالیٰ ـــــ ۴
۳: مذہبی آزادی اور قادیانی (اداریہ) ـــــ ۵
۴: پیغمبر مجسم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم ـــــ ۶
۵: ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کرو ـــــ ۱۱
۶: مرض صحت کی جعلی احادیث ـــــ ۱۲
۷: حیاء کی پہچان ـــــ ۱۳
۸: آپ کے مسائل اور ان کا حل ـــــ ۱۴
۹: ماتم انسانیت ـــــ ۱۵
۱۰: کفار کا معاشرتی مقاطعہ ـــــ ۱۶
۱۱: قاضی محمد سلیمان منصور پوری ـــــ ۱۹
۱۲: ایک انگریز کا قبول اسلام ـــــ ۲۱
۱۳: اخبار ختم نبوت ـــــ ۲۳
۱۴: قادیانی صد سالہ جشن پر پابندی ـــــ ۲۳
۱۵: ہندو اور عیسائیوں کے مقابلہ میں قادیانیوں کی فراخدلی ـــــ ۲۴
۱۶: علم کی اہمیت ـــــ ۲۴
۱۷: میرا کام آج ہی کا ہے ـــــ ۲۵

سرپرست

شیخ المشائخ حضرت مولانا
خان محمد صاحب مدظلہ
خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر | مولانا محمد یوسف لدھیانوی
مولانا منظور احمد الحسینی | مولانا بدیع الزمان

سرکولیشن منیجر

محمد انور

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
قانونی مشیر
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

رابطہ دفتر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ
کراچی ۷۴۴۰۰ ـ پاکستان
فون نمبر 760337

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PH: 071-737-8199.

چندہ

سالانہ	۱۵۰ روپے
ششماہی	۷۵ روپے
سہ ماہی	۴۵ روپے
فی پرچہ	۳ روپے

چندہ

غیر ممالک سالانہ بذریعہ ڈاک
۴۵ ڈالر
چیک یا ڈرافٹ بنام "ویکلی ختم نبوت"
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ
اکاؤنٹ نمبر ۳۶۳ کراچی پاکستان
ارسال کریں

ایڈیٹر پبلشر: عبدالرحمٰن یعقوب باوا

حمد

سکونِ قلب و مداوائے رنج و غم کے لیے
کہوں میں حمدِ خدا بخشش و کرم کے لیے

ادب سے مانگتے رہیے دعا کرم کے لیے
سلیقہ چاہیے اظہارِ کرب و غم کے لیے

فقط تو ہی تو سزاوارِ حمد ہے یارب
ہے کون جو نہیں جویا ترے کرم کے لیے

تری ثنا میں سبھی کچھ تو لکھ گئے ہیں لوگ
کہاں سے لاؤں نئی بات میں قلم کے لیے

یہ میرا دل کہ جو ہے جلوہ گاہِ حسنِ ازل
کہیں جگہ نہیں اس میں کسی صنم کے لیے

کہیں رہوں یہ تمنا ہمیشہ رہتی ہے
کہ تیرا در ہو میسر جبینِ خم کے لیے

زمانہ ہو گیا یارب طوافِ کعبہ کو
تڑپ رہا یہ دل پھر ترے حرم کے لیے

یہ خشک موسم بے آب ہے بہت ہی سخت
گدازِ قلب کی دولت دے چشمِ نم کے لیے

ہماری فکر سراسیمہ رہتی ہے شب و روز
کبھی وجود کی خاطر کبھی عدم کے لیے

ہم اہلِ دل تو قناعت پسند بندے ہیں
وہ اور ہوں گے جو لڑتے ہیں بیش و کم کے لیے

الٰہی قبضۂ قدرت میں کیا نہیں ترے
ملے دوا کوئی یارب مرے الم کے لیے

بلا حساب دے یارب طفیلؔ عاصی کو
حساب شرط نہیں ہے ترے کرم کیلئے

ڈاکٹر طفیل احمد مدنی

مذہبی آزادی اور قادیانی

پاکستان کے اقلیتی امور کے ایک سابق وزیر مسٹر ایم پی بھنڈارا کا انٹرویو جو جنگ لندن میں چھپا تھا اس کا مکمل متن بھی قارئین ختم نبوت شمارہ میں اگلے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں یوں تو انٹرویو میں انہوں نے بہت کچھ کہا لیکن اس وقت ہم صرف ان کے اٹھائے گئے ایک نکتہ پر بحث کرنا چاہتے ہیں انہوں نے کہا کہ :۔

"پاکستان میں قادیانیوں کو اس طرح مذہبی آزادی حاصل نہیں جو کسی بھی ایک اقلیت کو حاصل ہونی چاہیے"

مسٹر بھنڈارا نے جو نکتہ اٹھایا ہے، جو مشورہ دیا ہے، وہ ہمارے لیے نیا نہیں ہے جب سے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا اور ان کی ارتدادی سرگرمیوں کو روکنے کے لیے قادیانی آرڈیننس نافذ کیا گیا اسی طرح کے متعدد لوگوں کے بیانات مختلف انداز میں مختلف مواقع پر دیے جاتے رہے ہمارے ملک میں دانشوروں کا ایک چھوٹا سا لادین طبقہ موجود ہے جن کو نہ ملک سے دلچسپی ہے اور نہ ہی اس کے استحکام ——— یہ ہی وہ لوگ ہیں جو قادیانیوں کے ساتھ ہمدردی رکھتے ہیں ان ہی کے ایما پر بیان دیتے رہتے ہیں مسٹر بھنڈارا کا بیان ان لوگوں سے مختلف نہیں لیکن ہمیں حیرت و تعجب اس بات پر ہے کہ وہ ملک کے اعلیٰ ترین عہدے (وزارت) پر فائز رہے اور پاکستان کے سیاسی و مذہبی حالات سے واقف ہیں پھر یہ کہ قادیانیت کے بارے میں قوم کا مزاج بھی معلوم ہے کہ اس مسئلہ پر مسلمان کتنے جذباتی ہیں، یہ بھی ان کو معلوم ہے کہ اسی مسئلے پر ملک میں تین تحریکیں چل چکی ہیں، پھر وہ قادیانیوں کی اسلام دشمنی کے ساتھ وطن دشمنی سے بھی آگاہ ہوں گے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ یہ بھی جانتے ہوں گے کہ پاکستان ایک نظریاتی ملک ہے جو اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا اور یہاں کسی قسم کی ارتدادی سرگرمیوں کی اجازت نہیں دی جا سکتی ۔ ——— پھر اس کے باوجود دیار غیر میں مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچانے والا بیان دینا کہاں کی دانشمندی ہے!

مسٹر بھنڈارا نے یہ تو کہہ دیا کہ قادیانی "اقلیت" کو مذہبی آزادی حاصل نہیں لیکن یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا قادیانی اپنے آپ کو ایک غیر مسلم "اقلیت" تسلیم کرتے ہیں جس طرح ہندو، عیسائی، سکھ، پارسی وغیرہ ——— ؟ اگر اس کا جواب نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہے تو مسٹر بھنڈارا ہی اس بات کا فیصلہ فرمائیں کہ ملک کا دستور و آئین تو قادیانیوں کو غیر مسلم "اقلیت" قرار دے لیکن وہ اس آئین و قانون سے وفاداری کا عہد کرنے کے بجائے بغاوت کریں تو پھر وہ کس منہ سے "مذہبی آزادی" کا مطالبہ کرتے ہیں؟

قادیانیوں نے نہ صرف اس آئینی ترمیم سے بغاوت کی ہے بلکہ وہ اس آئینی ترمیم کا مذاق بھی اڑاتے ہیں، قادیانیوں کے تیسرے آنجہانی سربراہ مرزا ناصر کا بیان ریکارڈ پر موجود ہے کہ "اس ترمیم سے انہیں کوئی فرق نہیں پڑا بلکہ اب بھی بدستور مسلمان ہیں" ایک موقع پر اس نے کہا کہ "ہمارا اسلام وہ اسلام نہیں جو حلال روزی دکان سے خرید لیا ہو بلکہ ہمارا اسلام تو وہ اسلام ہے کہ خود خدا نے ہمیں اپنے منہ سے کہہ دیا ہے کہ تم مسلمان ہو" ایک گروہ جس کی باغیانہ روش پورے اہل وطن پر ظاہر ہو چکی ہو کیا مسٹر بھنڈارا اس باغی گروہ کے لیے مذہبی آزادی کا مطالبہ کرنے چلے؟

جہاں تک "مذہبی آزادی" کا تعلق ہے تو کیسے ہو سکتا ہے کہ قادیانی، مرزا قادیانی کو نعوذ باللہ "محمد رسول اللہ" قرار دیں اور ان کے لیے "علیہ السلام" کی اسلامی اصطلاح استعمال کریں، مرزا قادیانی کی بیوی کو "ام المومنین" کہیں، مرزا قادیانی کے ساتھیوں کو "صحابہ" کہیں، تو مسلمان اس اشتعال انگیزی کو کیسے برداشت کر سکتے ہیں؟ قادیانیوں کو "مذہبی آزادی" دینے کا مقصد مسلمانوں کے جذبات کو برانگیختہ کرنا ہے اگر مسٹر بھنڈارا کو مسلمانوں کے ان جذبات اور ان کی عقیدہ ختم نبوت کے ساتھ گہری وابستگی کا اندازہ ہوتا تو وہ کبھی قادیانیوں کو "مذہبی آزادی" دینے کا مطالبہ نہ کرتے ۔

بات صاف اور سیدھی یہ ہے کہ قادیانی نہ صرف ملک کے غدار ہیں بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی باغی ہیں اس شرعی مسئلہ اور ملکی قانون کا تقاضا تو یہ تھا کہ وہ تہس نہس کر دیے جاتے، جس طرح سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کذاب اور ان کے پیروکاروں کا صفایا کیا تھا ——— لیکن ہمارے ملک میں ہر آنے والی حکومت نے قادیانیوں کے ساتھ فراخدلی کا مظاہرہ کیا، انہیں نوازا ان کے ناز نخرے برداشت کیے، اگر کہیں اکا دکا ایسے واقعات جو قانون کی خلاف ورزی پر مبنی تھے ان کو سزا دی گئی تو وہ محض مسلمانوں کو خوش کرنے کے لیے ——— اب بھنڈارا صاحب فیصلہ فرمائیں کہ یہ سب ان کے ساتھ رعایتیں نہیں تو اور کیا ہیں؟

ایک بات ہمیشہ یہ یاد رکھنی چاہیئے کہ پاکستان کی حکومت کا حق ہے کہ وہ ایسے اقدامات کرے اور ایسے قوانین بنائے جس سے اسلام اور شعائر اسلام کا تحفظ ہو اس بات کی
نگرانی کرے کہ کوئی شخص مسلمانوں کو مرتد نہ بنا سکے۔ اگر ان قوانین کے نفاذ سے کسی گروہ کی آزادی سلب ہوتی ہے تو اس میں حکومت قصوروار نہیں بلکہ اس گروہ کو اپنا رویہ درست
کرنا ہوگا۔

آخیر میں ہم مسٹر بھنڈارا کو مشورہ دیتے ہیں کہ بہت اچھا ہوگا کہ وہ لندن میں اپنے قیام کے دوران قادیانی سربراہ مرزا طاہر کو اس بات پر آمادہ کریں کہ وہ ۱۹۷۴ء کی آئینی ترمیم
جس میں ان کو غیر مسلم قرار دیا گیا ہے تسلیم کرلیں اور قادیانی آرڈیننس کی پابندی کرتے ہوئے زندگی بسر کریں تو یہ خود ان کے مفاد میں ہوگا جب قادیانیوں نے مرزا قادیانی کو نبی مانا ہے
تو پھر ان کو امت محمدیہ میں شامل رہنے اور مسلمان کہلوانے کا کیا جواز ہے اس کے علاوہ مسٹر بھنڈارا کی خدمت میں عرض ہے کہ بیرون ملک اس قسم کے بیانات دینے سے گریز کریں۔

خیر مجسم رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

جناب طالب ہاشمی صاحب

آقائے دو جہاں ساقی کوثر شافع محشر فخر موجودات
سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس
مجسم خیر و برکت اور رحمت و شفقت تھی۔ اس پر کسی دلیل کی
ضرورت ہے اور نہ کسی ثبوت کی کیونکہ خود خالق کون و مکاں کا
ارشاد ہے۔ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین (یعنی
ہم نے آپ کو دونوں جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا) چنانچہ
حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے کسی بھی پہلو پر
نظر ڈالیں اس میں خیر ہی خیر اور رحمت ہی رحمت نظر آئیگی
صاحب منزل صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت اور شفقت کسی طبقے کے
لیے مخصوص نہ تھی بلکہ آپ کا ابر رحمت دوست، دشمن، بوڑھے
بچے، عورت، آزاد، غلام، انسان، حیوان، کافر، اور مسلمان ہر
ایک پر جھوم جھوم کر برستا رہتا تھا۔ اس ابر رحمت کے چھینٹوں نے
انسانیت کی بے آب و گیاہ کھیتی کو اس طرح سرسبز اور شاداب
کر دیا کہ اس کی طراوت سے آج بھی آنکھوں کو ٹھنڈک محسوس
ہوتی ہے قلم کو یارا نہیں کہ وہ حضورؐ کی رحمت و شفقت کو معرض
تحریر میں لانے کا حق ادا کر سکے۔ صرف چند واقعات یا جھلکیاں
بطور تبرک پیش خدمت ہیں۔

۱

بعثت نبویؐ سے پانچ سال پہلے کا ذکر ہے کہ قریش نے
کعبہ شریف کو از سر نو تعمیر کرنے کا آغاز کیا کیونکہ ان کی پرانی عمارت
بہت بوسیدہ ہو چکی تھی۔ تمام اہل مکہ نے اس کام میں بڑھ چڑھ کر
حصہ لیا۔ جب دیواریں کوئی ڈیڑھ گز اونچی ہو گئیں تو حجر اسود کو دیوار
میں ایسی جگہ نصب کرنے کا سوال پیدا ہوا جہاں سے وہ طواف
کرنے والوں کو نظر آئے اور وہ بوسہ بھی دے سکیں۔ حجر اسود کی
تنصیب ایک بہت بڑا اعزاز تھا اور قریش کا ہر قبیلہ چاہتا تھا
کہ یہ اعزاز اسے حاصل ہو۔ اس بات پر اتنا جھگڑا ہوا کہ سب قبائل
مرنے مارنے پر تل گئے۔ بعض لوگوں نے تو خون بھرا پیالہ سامنے
رکھ کر حلف اٹھایا کہ وہ اس اعزاز سے کسی صورت میں دست بردار
نہ ہوں گے۔ اس طرح تعمیر کا کام چار پانچ دن تک رکا رہا گیا قریب
تھا کہ تلواریں نیاموں سے باہر آجائیں، قریش کے ایک سن
رسیدہ شخص ابوامیہ بن المغیرہ مخزومی نے اٹھ کر تجویز پیش کی کہ
اے اہل قریش ایک دوسرے کا گلا کاٹنے کی بجائے اس بات پر
اتفاق کر لو کہ اب جو شخص علی الصباح کعبۃ اللہ میں سب سے پہلے
آئے اس کو ثالث بنالو۔ سب نے اس تجویز کو قبول کر لیا۔ اور
دوسرے دن صبح کو سب سے پہلے آنیوالی ہستی کے لیے چشم براہ
ہو گئے۔ کچھ دیر انتظار کے بعد یکایک ان کی نظر ایک پیکر نورانی پر پڑی
نہایت حسین و جمیل چہرہ، آفتاب سے بڑھ کر روشن، میانہ قد،
گھنی ڈاڑھی، سیاہ بال، سرگیں آنکھیں، تمام قبائل قریش بیک
زبان پکار اٹھے۔

ھذا الامین، رضینا، ھذا محمدؐ

(یہ امین ہیں، ہم راضی ہو گئے۔ یہ تو محمدؐ ہیں)

اب سب لوگ حضورؐ کے گرد جمع ہو گئے اور یہ قضیہ آپؐ کے
سامنے رکھا۔ آپؐ نے اپنی چادر بچھا دی اور اپنے مبارک ہاتھوں
سے حجر اسود چادر میں رکھ دیا۔ پھر فرمایا کہ تمام قبیلوں کے نمائندے
اس کپڑے کو پکڑ کر حجر اسود کو اوپر اٹھائیں۔ سب نے ایسا ہی
کیا جب وہ مقام نصب کے قریب پہنچا تو آپؐ نے اپنے دست
مبارک سے اٹھا کر اس کو دیوار میں لگا دیا یوں قریش ایک طویل
اور خوں ریز خانہ جنگی سے بچ گئے۔ اگر اس موقع پر رحمت عالم صلی
اللہ علیہ وسلم کا ورود مسعود نہ ہوتا تو قریش ایک دوسرے سے لڑ کر
صفحہ ہستی سے یکسر فنا ہو جاتے۔ حضورؐ چاہتے تو حجر اسود کی تنصیب
کا شرف صرف اپنے خاندان (بنو ہاشم) کے لیے بھی مخصوص فرما
سکتے تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان رحیمی نے یہ گوارہ نہ کیا
اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دریائے رحمت نے ہر قبیلے کو سیراب
کر دیا۔

۲

اوائل بعثت کا ذکر ہے کہ ایک دن ایک نہایت خستہ حال
یتیم لڑکا سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور
عرض کی:

"اے ابن عبدالمطلب میرے باپ کے مرنے کے بعد
ابوالحکم بن ہشام (ابوجہل) نے اس کے مال پر
قبضہ کر لیا اور اب وہ اس میں سے مجھے کچھ نہیں دیتا
یہاں تک کہ بدن ڈھانپنے کے لیے کپڑوں کا بھی

محتاج ہو رہا ہے"۔

حضورؐ اس یتیم بچے کا حال سُن کر اُسی وقت اٹھ کھڑے ہوئے اور بچے کا ہاتھ پکڑ کر سیدھے ابوجہل کے گھر تشریف لے گئے۔ اس نے تشریف آوری کا سبب پوچھا تو آپؐ نے بڑے دبدبے کے ساتھ فرمایا: "اس بچے کا حق اس کو دے دو۔" ابوجہل کو حضورؐ کی بات رد کرنے کی جرأت نہ ہوئی اور اس نے اسی وقت یتیم بچے کا مال لاکر اسے دے دیا۔ بعد میں قریش کے سرداروں نے ابوجہل سے پوچھا: کیا تم نے اپنا دین چھوڑ دیا جو محمدؐ کے حکم کی اس طرح تعمیل کی۔ اس نے کہا، خدا کی قسم میں اپنے دین پر قائم ہوں مگر جب محمدؐ مجھ سے یتیم کے حق کا مطالبہ کر رہے تھے تو مجھے ایسا محسوس ہوا کہ ان کے دائیں اور بائیں جانب ایک ایک حربہ ہے جو میرے جسم میں پیوست ہو جائے گا، اگر میں نے ان کی بات نہ مانی۔

۳

بعد بعثت کے ابتدائی زمانے میں ایک مرتبہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند جاں نثاروں کے ساتھ مسجد حرام میں تشریف فرما تھے کہ بنی زبید کے ایک شخص نے آکر فریاد کی کہ اے اہلِ قریش تم باہر سے آنے والے مسافروں کو لوٹ لیتے ہو۔

حضورؐ نے اس سے پوچھا: "تم پر کس نے ظلم کیا ہے؟"

اس نے کہا: "میں تین نہایت عمدہ قسم کے اُونٹ بیچنے کے لیے لایا تھا۔ ابوالحکم (ابوجہل) ان کو بہت کم قیمت پر خریدنا چاہتا ہے اور کسی دوسرے کو اس سے زیادہ قیمت نہیں لگانے دیتا۔"

حضورؐ نے پوچھا: "تم ان اونٹوں کو کتنی قیمت پر فروخت کرنا چاہتے ہو؟" اس نے قیمت بتائی تو حضورؐ نے اتنی رقم دے کر اس سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"تم نے اس غریب بدو کے ساتھ جو حرکت کی ہے اگر آئندہ اس کا اعادہ ہوا تو تمہارے حق میں اچھا نہ ہوگا۔"

اس نے کہا: "نہیں نہیں آئندہ ایسا کبھی نہ ہوگا۔" دوسرے مشرکین نے ابوجہل کو بزدلی کا طعنہ دیا تو اس نے کہا، میں کیا کرتا مجھے محمدؐ کے دائیں بائیں کچھ نیزہ بردار کھڑے نظر آرہے تھے اگر میں چوں چرا کرتا تو وہ مجھ پر ٹوٹ پڑتے۔

۴

ایک مرتبہ ایک عورت مکہ کی ایک گلی سے گزر رہی تھی اس کے سر پر اتنا بھاری بوجھ تھا کہ وہ مشکل قدم اٹھا سکتی تھی لوگ اس کا تمسخر اُڑانے لگے۔ حضورؐ کہیں قریب ہی تھے آپؐ اس عورت کو مشکل میں دیکھ کر فوراً آگے بڑھے اور اس کا بوجھ خود اٹھا کر اس کی منزل پر پہنچا دیا۔

۵

ایک دن حضورِ پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم ایک گلی سے گزر رہے تھے کہ ایک اندھی عورت ٹھوکر کھا کر گر پڑی لوگ اسے گرتے دیکھ کر ہنسنے لگے، لیکن آپؐ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ آپؐ نے اس عورت کو اٹھایا اور اس کے گھر پہنچا دیا۔ اس کے بعد حضورؐ روزانہ اس عورت کے گھر کھانا لے جاتے تھے۔

۶

ایک دن سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ایک غلام آٹا پیس رہا ہے اور ساتھ ہی درد سے کراہ رہا ہے۔ آپؐ اس کے قریب گئے تو معلوم ہوا کہ وہ بیمار ہے، لیکن اس کا ظالم آقا اس کو چھوٹ نہیں دیتا۔ آپؐ نے اس کو آرام سے لٹا دیا اور سارا آٹا خود پیس دیا اور پھر فرمایا: "جب تم کو آٹا پیسنا ہو تو مجھے بلا لیا کرو۔"

۷

مکہ میں ایک بوڑھے غلام کو اس کے آقا نے باغ میں پانی دینے کا کام سونپ رکھا تھا۔ باغ سے پانی کا فاصلہ بہت زیادہ تھا ایک دن حضورؐ نے دیکھا کہ بوڑھا غلام بڑی مشکل سے پانی لا رہا ہے اور اس کے پاؤں کانپ رہے ہیں۔ آپؐ کا دل درد سے بھر آیا۔ بوڑھے کو آرام سے بٹھایا اور اس کا سارا کام خود کر دیا پھر فرمایا:

"بھائی جب کبھی تمہیں میری مدد کی ضرورت پڑے تو مجھے بُلا لیا کرو۔"

۸

ایک دفعہ ایک بدو رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا:

"اے محمدؐ ان دونوں پہاڑوں کے درمیان بکریوں کے جتنے ریوڑ ہیں مجھ کو دے دو۔"

سرکارِ دو عالمؐ نے بلا تامل وہ سب اس کو دے دیئے اس شخص پر حضورؐ کی اس عدیم النظیر شفقت کا ایسا اثر ہوا کہ اس نے اپنے قبیلے میں جا کر کہا:

"بھائیو! اسلام قبول کر لو محمدؐ اتنا دیتے ہیں کہ کسی کو فقر و افلاس کا ڈر ہی نہیں رہتا۔"

۹

ایک مرتبہ ایک بدو آیا اور حضورؐ کی چادر کے گوشے کو اس زور سے کھینچا کہ چادر کا کنارہ آپؐ کی گردن مبارک میں کھب گیا پھر کہا: محمدؐ میرے یہ دو اونٹ ہیں۔ ان پر لادنے کے لیے مجھے سامان دو۔ کیونکہ تیرے پاس جو مال ہے وہ نہ تیرا ہے نہ تیرے باپ کا ہے۔"

حضورؐ نے کمال تحمل کے ساتھ فرمایا: مال تو اللہ کا ہے اور میں اس کا بندہ ہوں۔"

پھر خود حضورؐ نے پوچھا: "تم نے جو سلوک میرے ساتھ کیا تم اس پر ڈرتے نہیں؟"

بدو نے کہا: "نہیں۔"

حضورؐ نے فرمایا: "کیوں؟"

بدو نے بے ساختہ کہا: مجھے یقین ہے کہ تم بدی کا بدلہ بدی سے نہیں دیتے۔"

حضورؐ نے تبسم فرمایا اور اس کے ایک اونٹ پر کھجوریں اور دوسرے پر جَو لدوا دیئے۔

۱۰

ایک دن قبیلہ بنی غفار کا ایک شخص حضورؐ کے ہاں مہمان ہوا۔ اس دن رات کے کھانے کے لیے آپؐ کے گھر میں صرف بکری کا دودھ تھا۔ آپؐ نے وہ دودھ مہمان کو پلا دیا اور خود فاقہ کیا حالانکہ اس سے پہلی شب بھی آپؐ فاقے سے تھے۔

۱۱

ایک غریب صحابیؓ نے شادی کی۔ دعوتِ ولیمہ کے لیے ان کے پاس کچھ نہ تھا، حضورؐ کو معلوم ہوا تو اپنے گھر سے آٹے کی بوری منگا کر ان کی نذر کر دی حالانکہ اس دن آٹے کی اس مقدار کے سوا حضورؐ کے ہاں گھر میں کھانے کی کوئی چیز نہ تھی۔

۱۲

ایک دفعہ مکہ میں سخت قحط پڑا۔ لوگوں نے ہڈیاں اور مُردار بھی کھانے شروع کر دیئے۔ ابوسفیانؓ جو اس زمانے میں مشرف بہ اسلام نہیں ہوئے تھے، آپؐ کی خدمت میں آئے اور کہا:

"محمدؐ تم لوگوں کو صلہ رحمی کی تعلیم دیتے ہو تمہاری قوم ہلاک ہو رہی ہے۔ اپنے خدا سے دعا کیوں نہیں کرتے؟"

گو مشرکین قریش کی ایذا رسانی اور شرارتیں انسانیت کی حدود کو بھی پھلانگ گئی تھی۔ لیکن ابوسفیان رضؓ کی بات سُن کر آپؐ کے دستِ مبارک فوراً دعا کے لیے اُٹھ گئے اپنے محبوب کی دعا اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی اور اس قدر مینہ برسا کہ جل تھل ایک ہوگئے اور قحط دور ہوگیا۔

۱۳

یمامہ کے رئیس ثمامہؓ بن اثال نے اسلام قبول کیا تو قریش کو اسلام دشمنی کی سزا دینے کے لیے مکہ کو غلہ کی ترسیل بند کردی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مکہ میں قحط پڑ گیا اور مشرکین قریش کو چھٹی کا دودھ یاد آگیا، انہوں نے حضورؐ کی خدمت میں ایک وفد مدینے بھیجا کہ مکہ کے لوگ اناج کے ایک ایک دانے کو ترس رہے ہیں۔ آپ یہ بندش اٹھوا دیں۔ اہلِ مکہ نے آپؐ کو ستانے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی تھی۔ لیکن اس موقع پر آپؐ کا دریائے رحمت جوش میں آگیا اور آپؐ نے ثمامہؓ کو پیغام بھیجا کہ اب ان لوگوں پر رحم کرو اور انہیں غلہ بھیجا کرو۔ ثمامہؓ نے حضورؐ کے حکم کی تعمیل کی اور پھر حسبِ سابق مکہ کو غلہ بھیجنے لگے۔

۱۴

سنہ۱۰ بعد بعثت میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم تبلیغ کے لیے طائف تشریف لے گئے تو اہلِ طائف نے آپؐ کے ساتھ سخت بدسلوکی کی۔ آپؐ پر پتھر برسائے اور اوباش لونڈوں کو آپؐ کے پیچھے لگا دیا۔ ان لوگوں نے عربوں کی روایتی مہمان نوازی کو پسِ پشت ڈال کر جو ظلمِ عظیم آپؐ پر کیا۔ وہ ان کی شقاوتِ قلبی کا آئینہ دار تھا اور اس کی بنا پر وہ بدترین سزا کے مستحق تھے، لیکن حضورِ پرنور کی شانِ رحمۃ للعالمینی ملاحظہ ہو کہ جب آپؐ مجروح و نزار سخت غمزدہ حالت میں طائف سے نکلے تو قرن الثعالب کے مقام پر پہاڑوں کا فرشتہ (ملک الجبال) آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا :

"اے محمدؐ! مجھے اللہ نے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ اگر آپ چاہیں تو مشرکین پر جبل ابو قبیس اور جبل قعیقعان کو الٹ دوں"۔

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نہیں میں اُمید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسل سے ایسے لوگ پیدا کرے گا جو اس کی عبادت کریں گے"۔

۱۵

غزوہ احد میں حضورِ پُرنورؐ کو شہید کرنے کے لیے کفار نے سرتوڑ کوشش کی، آپؐ کو زخمی کیا اور دندانِ مبارک بھی شہید کر ڈالے، لیکن جب صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ "یا رسول اللہ! ان کے لیے بددعا کیجیے"۔ تو آپ نے فرمایا :

"الٰہی میری قوم کو ہدایت دے، وہ مجھے نہیں جانتے"۔

۱۶

سنہ۶ ہجری میں حدیبیہ کے مقام پر سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ کے ساتھ نمازِ فجر پڑھ رہے تھے کہ اسی آدمی کوہِ تنعیم سے مسلمانوں کو قتل کرنے کے ارادہ سے اترے مگر سب مسلمانوں کے ہاتھ گرفتار ہوگئے گو وہ سب واجب القتل تھے لیکن حضورؐ کا دریائے عفو و کرم جوش میں آگیا۔ آپؐ نے سب کو بغیر کسی معاوضہ کے آزاد کردیا۔

۱۷

کفارِ مکہ تیرہ سال تک سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے نام لیواؤں کو ستاتے رہے ظلم و ستم کا کوئی حربہ نہ تھا جو انہوں نے پرستارانِ حق پر نہ آزمایا ہو حتیٰ کہ وہ گھر بار اور وطن تک چھوڑنے پر مجبور ہوگئے اور پھر مدینہ منورہ میں بھی آٹھ سال تک انہوں نے اہلِ حق کو اطمینان سے نہ بیٹھنے دیا۔ سنہ۸ ہجری میں مکہ فتح ہوا تو اسلام کے یہ بدترین دشمن مکمل طور پر حضورؐ کے رحم و کرم پر تھے اور آپؐ کا ایک اشارہ ان سب کو خاک و خون میں لوٹا سکتا تھا۔ لیکن ہوا کیا؟ آپؐ نے تمام جبارانِ قریش سے جو خوف اور ندامت سے سر نیچے ڈالے آپؐ کے سامنے کھڑے تھے۔ پوچھا :

"تمہیں معلوم ہے کہ میں تمہارے ساتھ کیا معاملہ کرنے والا ہوں؟"

انہوں نے دبی زبان سے جواب دیا۔

"اے صادق اے امین تم ہمارے شریف بھائی اور شریف برادر ہو، ہم نے تمہیں ہمیشہ رحم دل پایا ہے"۔

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر ایک شفقت بھری نگاہ ڈالی اور فرمایا: جاؤ آج تم پر کچھ الزام نہیں، تم سب آزاد ہو"۔

۱۸

یمن کے قبیلہ دوس کے رئیس حضرت طفیلؓ بن عمرو دوسی کو اللہ نے ابتدا ہی میں قبولِ اسلام کی سعادت سے بہرہ یاب کردیا تھا لیکن ان کا قبیلہ نہایت سختی سے اپنے کفر و شرک پر جما رہا۔ حضرت طفیلؓ کی تمام کوششیں ان کو راہِ راست پر لانے میں ناکام ہوگئیں تو وہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔ "یا رسول اللہؐ! ان بدبختوں کے لیے بددعا فرمایئے"۔

حضورؐ نے فوراً دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور بارگاہِ الٰہی میں عرض کی۔

"اے اللہ دوس کو ہدایت دے اور ان کو لا"۔

رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ سُن کر سب لوگ حیران رہ گئے کیوں کہ وہ سمجھ رہے تھے کہ حضورؐ اب بددعا فرمائیں گے اور قبیلۂ دوس کے لوگ تباہ و برباد ہوجائیں گے۔

۱۹

مدینہ منورہ میں ایک پاگل عورت تھی۔ ایک دن حضورؐ کے پاس آئی اور آپؐ کا دستِ مبارک پکڑ کر کہا :

"محمد مجھے تم سے کچھ کام ہے میرے ساتھ چلو"۔

حضورؐ نے فرمایا : "جہاں کہو جاؤں گا"۔

وہ آپ کو ایک گلی میں لے گئی اور وہیں بیٹھ گئی۔ آپ بھی اسی جگہ بیٹھ گئے اور اس کا جو کام تھا وہ کردیا۔

۲۰

مدینہ منورہ کی لونڈیاں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوتیں اور عرض کرتیں "یا رسول اللہ میرا فلاں کام ہے"۔ آپؐ اپنا کام چھوڑ چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہوتے اور ان کے ساتھ جا کر ان کے کام کردیتے ایک دفعہ حضرت خبابؓ بن ارت مدینہ سے دور ایک غزوے پر گئے۔ ان کے گھر میں کوئی مرد نہ تھا اور عورتیں دودھ دوہنا نہیں جانتی تھیں۔ حضورؐ کو معلوم ہوا تو آپؐ ہر روز حضرت خبابؓ کے گھر تشریف لے جاتے اور ان کے جانوروں کا دودھ دوہ دیا کرتے۔

۲۱

ایک مرتبہ ایک کافر حضورؐ کے ہاں مہمان ٹھہرا۔ رات کو سوتے ہوئے اس کے پیٹ میں کچھ گڑبڑ ہوگئی اور بستر ہی میں پاخانہ نکل گیا۔ صبح کو شرمندگی کے باعث حضورؐ کے تشریف لانے سے پہلے ہی اٹھ کر چلا گیا۔ راستے میں یاد آیا کہ جلدی میں تلوار وہیں بھول آیا ہوں، تلوار لینے کے لیے واپس آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ سرورِ کائناتؐ خود بستر کو دھو رہے ہیں۔ صحابہؓ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ ہم یہ کام کئے دیتے ہیں، لیکن آپؐ فرماتے ہیں :

"نہیں نہیں وہ شخص میرا مہمان تھا اور مجھے ہی یہ کام کرنا

کرنا چاہیئے؟" پھر حضورؐ کی نظر اس شخص پر پڑی تو آپؐ نے فرمایا:

"بھائی تم اپنی تلوار یہیں بھول گئے تھے اسے لے جاؤ!"

حضورؐ کے اخلاقِ کریمانہ کو دیکھ کر اس شخص کے دل سے کفر و شرک کا زنگ دور ہوگیا اور وہ اسی وقت مشرف با سلام ہوگیا۔

۲۲

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم بچوں پر نہایت شفیق و رحیم تھے اور اس میں دوست اور دشمن کے بچوں کی کوئی تخصیص نہ تھی۔ بچے آپ کو دیکھتے تو لپک کر آپ کے پاس پہنچ جاتے تھے آپؐ ایک کو گود میں اٹھاتے، پیار کرتے اور کوئی کھانے کی چیز عنایت فرماتے، کبھی کھجوریں، کبھی تازہ پھل اور کبھی کوئی اور چیز، کفار سے جنگ ہوتی تو حضورؐ صحابہؓ کو حکم دیتے کہ دیکھو کسی بچے کو مت مارنا، وہ بے گناہ ہیں، انہیں کوئی تکلیف نہ ہونے پائے۔ ایک بار فرمایا، جو کوئی بچوں کو دکھ دیتا ہے، اللہ اس سے ناراض ہوجاتا ہے۔

۲۳

ایک مرتبہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن کہیں تشریف لے جا رہے تھے کہ راستے میں ایک بچے کو دیکھا، جو دوسرے بچوں سے الگ تھلگ سخت مغموم و افسردہ بیٹھا تھا۔ حضورؐ نے اس بچے سے پوچھا: "بیٹے کیا بات ہے تم مغموم کیوں بیٹھے ہو؟ حالانکہ تمہارے ساتھی کھیل کود رہے ہیں!"

بچے نے جواب دیا: "میرا باپ فوت ہوگیا ہے اور ماں نے دوسری شادی کر لی ہے۔ اب میرا سر پرست کوئی نہیں ہے!"

حضورؐ نے فرمایا: کیا تم کو یہ پسند نہیں کہ محمدؐ تمہارا باپ ہو، عائشہؓ تمہاری ماں ہو، اور فاطمہؓ تمہاری بہن ہو!" ؟

بچہ خوش ہوگیا اور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے سایۂ عاطفت میں لے لیا۔

۲۴

ایک دفعہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے نیچے سوئے ہوئے تھے کہ ایک کافر غورث الحراث آپؐ کو شہید کرنے کے ارادے سے آیا اور گستاخانہ جگا کر پوچھا:

"اب تم کو کون بچائے گا؟"

حضورؐ نے فرمایا: "اللہ"

یہ سن کر غورث کے جسم پر لرزہ طاری ہوگیا اور تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ حضورؐ نے یہی تلوار اٹھا کر اس سے پوچھا:

"اب تجھے کون بچائے گا؟"

فرطِ دہشت سے اس کے منہ سے کوئی لفظ نہ نکلا۔

حضورؐ نے فرمایا:

"جاؤ میں بدلہ نہیں لیا کرتا!"

۲۵

زمانۂ جاہلیت میں عرب اپنی بچیوں کو زندہ زمین میں گاڑ دیا کرتے تھے۔ رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ظالمانہ اور قبیح رواج کا یکسر خاتمہ کر دیا۔ پھر بھی بعض لوگ بیٹیوں کو اچھا نہ سمجھتے تھے۔ ایک دفعہ ایک صحابیؓ نے پوچھا: یا رسول اللہ! اگر کسی شخص کی تین بیٹیاں ہوں اور بیٹا کوئی نہ ہو تو پھر؟"

حضورؐ نے فرمایا: دو یا تین تو کیا اگر کوئی شخص اپنی ایک ہی بیٹی کے ساتھ بھلا کرتا ہو کرے اور اس کی اچھی تربیت دے تو اللہ تعالیٰ اسے دوزخ کی آگ سے بچائے گا۔ (یعنی دو یا تین یا زیادہ بیٹیوں سے حسنِ سلوک تو اور بھی زیادہ اجر و ثواب کا مستحق بنا دیتا ہے)۔

۲۶

ایک مرتبہ حضورؐ کہیں تشریف لے جا رہے تھے کہ راستے میں ایک اونٹ پر نظر پڑی جو بھوک کی وجہ سے لاغر ہوگیا تھا حضورؐ نے بے تاب ہو کر فرمایا:

"ان بے زبانوں کے معاملے میں خدا سے ڈرو!"

ایک اور موقع پر حضورؐ ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے، وہاں ایک اونٹ بھوک سے بلبلا رہا تھا۔ آپؐ نے شفقت سے اس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اور اس کے مالک کو بلا کر فرمایا:

"اس جانور کے بارے میں تم خدا سے نہیں ڈرتے؟"

۲۷

ایک دفعہ دورانِ سفر میں حضورؐ نے کسی جگہ قیام فرمایا وہاں ایک پرندے نے انڈہ دیا تھا۔ ایک صحابیؓ نے وہ انڈہ اٹھالیا پرندہ بے قرار ہو کر ان کے سر پر منڈلانے لگا۔ حضورؐ نے پوچھا:

"کس نے اس پرندے کا انڈہ اٹھا کر اسے تکلیف پہنچائی؟"

ان صاحب نے عرض کی:

"یا رسول اللہ مجھ سے یہ غلطی ہوئی!" فرمایا "یہ انڈہ وہیں رکھ دو!"

ایک اور موقع پر ایک صحابی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان کے ہاتھ میں کسی پرندے کے بچے تھے اور وہ چیں چیں کر رہے تھے۔ حضورؐ نے پوچھا "یہ بچے کیسے ہیں" انہوں نے عرض کیا: "یا رسول اللہ میں ایک جھاڑی کے قریب سے گزرا تو ان بچوں کی آواز آ رہی تھی، میں ان کو نکال لایا!"

حضورؐ نے فرمایا:

"فوراً جاؤ اور ان بچوں کو وہیں رکھ آؤ، جہاں سے لائے تھے!"

۲۸

ایک مرتبہ حضرت ابو مسعود انصاریؓ اپنے غلام کو کسی قصور کی بنا پر پیٹ رہے تھے۔ اتفاق سے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لے آئے، یہ منظر دیکھا تو رنجیدہ ہو کر فرمایا:

"ابو مسعود اس غلام پر تمہیں جس قدر اختیار ہے اللہ تعالیٰ کو تم پر اس سے زیادہ اختیار ہے!"

حضرت ابو مسعودؓ حضورؐ کا ارشاد مبارک سن کر تھرا اٹھے اور عرض کی:

"یا رسول اللہ میں اس غلام کو اللہ کی راہ میں آزاد کرتا ہوں!" فرمایا:

"اگر تم ایسا نہ کرتے تو دوزخ کی آگ تم کو چھو لیتی!"

۲۹

غزوۂ حنین میں بنو ہوازن نے مسلمانوں کا نہایت سخت مقابلہ کیا لیکن اللہ نے انہیں شکست دی اور ان کے چھ ہزار آدمی آپؐ کے ہاتھ اسیر ہوگئے۔ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کو نہ صرف آزاد کر دیا بلکہ ان کے پہننے کے لیے مصری کپڑے کے چھ ہزار جوڑے بھی عنایت فرمائے۔

۳۰

ایک حبشی مسجد میں جھاڑو دیا کرتا تھا۔ قضائے الٰہی سے وہ فوت ہوگیا۔ لوگوں نے حضورؐ کو اطلاع نہ دی اور اسے چپکے سے دفن کر دیا جب متواتر کئی روز حضورؐ نے اسے مسجد میں نہ دیکھا تو اس کا حال دریافت فرمایا۔ لوگوں نے بتایا کہ وہ فوت ہوگیا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا:

"تم نے پہلے مجھے کیوں نہیں بتایا؟"

لوگوں نے عرض کیا :

"یا رسول اللہ! وہ اس قابل نہ تھا کہ حضورؐ کو اس کے مرنے کی اطلاع دی جاتی ۔ (یعنی بالکل معمولی آدمی تھا)"۔

رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے اس خیال کو ناپسند فرمایا۔ اس کی قبر پر تشریف لے گئے اور نماز جنازہ پڑھی ۔

۳۱

ایک دفعہ ایک اعرابی حضورؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور آپؐ سے کچھ مانگا، آپؐ نے عطا فرمایا' اور پوچھا ' خوش ہو ۔؟

وہ درشتی سے بولا: "نہیں تم نے میرے ساتھ کچھ بھی سلوک نہیں کیا"۔

صحابہ کرامؓ اس کے لب ولہجہ پر تڑپ اٹھے اور قریب تھا کہ اسے قتل کر دیتے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ سے منع فرما دیا اور پھر گھر سے لا کر اسے کچھ اور دیدیا ۔ اب وہ خوش ہو گیا اور دعائیں دینے لگا ۔

آپؐ نے نہایت پیار سے فرمایا :

"تیرا کلام میرے ساتھیوں کو بُرا معلوم ہوا۔ کیا تم پسند کرتے ہو کہ جو کچھ تم اب کہہ رہے ہو ان کے سامنے بھی کہہ دو تاکہ ان کے دل تمہاری طرف سے صاف ہو جائیں"۔ اس نے کہا: "میں کہہ دوں گا"۔

دوسرے دن حضورؐ نے صحابہ کرامؓ کے سامنے اس سے سوال کیا کہ اب تو مجھ سے خوش ہو نا ۔؟

اس نے کہا، "بے شک" اور پھر دُعا دی ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

ایک شخص کی اونٹنی بھاگ گئی ۔ لوگ اس کے پیچھے دوڑتے تھے اور وہ آگے بھاگتی تھی ۔ مالک نے دوسرے لوگوں سے کہا تم سب رک جاؤ۔ یہ میری اونٹنی ہے اور میں ہی اسے سمجھتا ہوں لوگ ہٹ گئے۔ اونٹنی ایک جگہ رک کر گھاس چرنے لگی۔ مالک نے اسے پکڑ کر نکیل ڈال دی ۔ میری اور اس اعرابی کی مثال ایسی ہی تھی تم نے قتل کر ڈالتے تو بیچارہ جہنم میں جاتا"۔

۳۲

مدینہ میں ایک دفعہ قحط پڑا عباد بن شرجیل نامی ایک بہت غریب آدمی بھوک سے مجبور ہو کر ایک باغ میں گھس گئے اور کچھ پھل توڑ کر کھائے اور کچھ اپنے پاس رکھ لیے ۔ باغ کے مالک نے ان کو پکڑ کر مارا اور پھر کپڑے اتروا لئے ۔ عباد حضورؐ کی خدمت میں شکایت لے کر حاضر ہوئے ۔ باغ کا مالک بھی ساتھ تھا۔ اس نے عباد کی چوری کا حال بیان کیا ۔

حضورؐ نے فرمایا: یہ جاہل تھا تو تم (نرمی اور خوش خلقی) سے اسے تعلیم دیتے یہ بھوکا تھا اسے کھانا کھلاتے"۔

پھر آپ نے عباد کے کپڑے واپس دلوائے اور ساٹھ صاع غلہ اپنے پاس سے عنایت فرمایا ۔

۳۳

ایک دفعہ چند انصارؓ نے حضورؐ سے کچھ مانگا آپ نے بلاتامل دے دیا ۔ انہوں نے پھر مانگا' آپؐ نے اور عنایت فرمایا اور بار بار سوال کرتے رہے اور آپؐ بربار عطا فرماتے رہے ۔ یہاں تک کہ آپ کے پاس کچھ نہ رہا ۔ اب انہوں نے سوال کیا تو حضورؐ نے فرمایا

"تم لوگ اطمینان رکھو میرے پاس جو کچھ ہوگا اسے تم سے بچا کر نہیں رکھوں گا"۔

۳۴

ایک دفعہ ایک خاتون نے آپ کی خدمت میں ایک چادر پیش کی ۔ آپؐ کو چادر کی سخت ضرورت تھی۔ آپؐ نے لے لی۔ ایک صحابی نے اسی وقت چادر کے لیے اپنی ضرورت بتائی۔ حضورؐ نے بلاتامل ان کو دے دی ۔

۳۵

مدینہ میں زید بن سعنہ نامی ایک یہودی تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ایک مقررہ مدت کے لیے قرض لیا تھا وہ یوم وعدہ سے تین دن پہلے آگیا اور قرض کی واپسی کیلئے شدید تقاضہ کیا یہاں تک کہ آپ کی چادر مبارک جسم اطہر سے کھینچ لی اور کہا کہ عبد المطلب کا خاندان ہی نادہندہ ہے ۔ اس وقت حضرت عمر فاروقؓ کہیں قریب ہی تھے انہیں سخت غصہ آیا ۔ تلوار کھینچ کر زید بن سعنہ کی طرف بڑھے اور کڑک کر کہا :

"او دشمن خدا! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتا ہے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متبسم ہو کر فرمایا

"عمرؓ تمہیں لازم تھا کہ اسے جھڑکنے کے بجائے محبت سے سمجھاتے کہ نرمی سے تقاضا کرے اور مجھے قرض ادا کرنے کیلئے کہتے"۔

پھر حضورؐ نے زید بن سعنہ سے فرمایا: بھائی ابھی وعدہ میں تین دن باقی ہیں لیکن خیر میں ابھی تمہارا قرض ادا کیے دیتا ہوں"

اس کے بعد آپؐ نے حضرت عمرؓ کو حکم دیا کہ اس کا قرض ابھی ادا کر دو اور بیس صاع زیادہ دینا کیونکہ تم نے اسے ڈرایا دھمکایا ہے۔ حضورؐ کے حلم وتحمل نے زید کے دل میں اسلام کا بیج بو دیا ۔ اور وہ جلد ہی مشرف بہ اسلام ہو گئے ۔

۳۶

عبداللہ ابن اُبی ساری عمر منافق رہا اور ہمیشہ مسلمانوں کے خلاف سازشوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا رہا ۔ واقعہ افک اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت لگانے والوں کا سرگروہ وہی تھا۔ غزوہ اُحد میں عین میدانِ کارزار میں اس نے مسلمانوں سے غداری کی اور اپنے تین سو حامیوں کو ساتھ لے کر الگ ہو گیا۔ حضورؐ کو اس کی تمام حرکتوں کا علم تھا لیکن آپؐ ہمیشہ درگزر فرماتے ۔ جب وہ فوت ہوا تو آپؐ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی ۔ حضرت عمرؓ نے حضورؐ کو اس کی حرکتوں کی طرف توجہ دلائی لیکن رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم ہو کر فرمایا ۔

"اے عمر چھوڑ دو ان باتوں کو ۔ اگر مجھے اختیار دیا جاتا کہ میرے ستر دفعہ نماز پڑھنے سے اس کی مغفرت ہو سکتی ہے تو میں اس سے بھی زیادہ پڑھتا"۔

۳۷

ایک دفعہ ایک صحابیؓ نے حضور سے کسی کے لیے بددعا کرنے کی درخواست کی آپ نے غضبناک ہو کر فرمایا :

"میں دنیا میں لعنت کے لیے نہیں آیا ہوں بلکہ رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں"۔

۳۸

حضورؐ نماز پڑھاتے تو پردے کے پیچھے جماعت میں عورتیں بھی ہوتیں ۔ اگر کسی کا بچہ رونے لگتا تو آپؐ چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھ کر نماز جلد ختم کر دیتے تاکہ بچے کی ماں بے چین نہ ہو ۔

۳۹

ایک دفعہ ایک مشرک حضور کو شہید کرنے کے ارادے سے مدینہ آیا۔ مسلمان اس کا عزم بھانپ گئے اور اسے گرفتار کر کے حضورؐ کے سامنے پیش کیا ۔ رعب نبوت سے اس کے جسم پر کپکپی طاری ہو گئی ۔ آپ نے فرمایا :

"ڈرو نہیں ! اگر تم مجھے قتل کرنا چاہتے بھی تو اللہ تم تمہیں اس پر قادر نہ کرتا"۔

باقی صفحہ ۔۔ پر

ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو

محمد شفیع عمر الدین، میرپور خاص سندھ

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصارؓ کی ایک جماعت کو دیکھا اور ان سے دریافت فرمایا کہ کیا تم مومن ہو؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں۔ پھر آپ نے دریافت فرمایا کہ مومن ہونے کی تم میں کون سی نشانی ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہم نعمت پر شکر کرتے ہیں۔ اور تکلیف پر صبر کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا رب کعبہ کی قسم تم مومن ہو۔

(کیمیائے سعادت امام غزالیؒ)

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

شکر گویم دوست را در خیر و شر۔
زانکہ ہست اندر قضا از بد بتر۔

یعنی میں ہر خیر (بھلائی) اور شر (مصیبت) میں جو مجھے پہنچے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ بعض ایک دوسری سے بڑھ کر ہیں۔ اور میں ادنیٰ درجہ کی بلا میں مبتلا ہوں لہذا آپ ہر حال میں شکر کرنے کی ہدایت فرماتے ہیں ؎

شکر کن تا نا بدت از بد بتر۔
ورنہ مانی ناگہاں در گل چو خر۔

یعنی جیسے بھلائی کے پہنچنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے ہو ویسے جو شر (بلا، تکلیف اور مصیبت) پیش آئے اس پر شکر کرو کیونکہ یہ ایک دوسری سے بڑھ کر ہیں اور تم کم درجہ کی تکلیف میں گرفتار ہو۔ اگر شکر نہ کرو گے تو ہو سکتا ہے کہ تم گدھے کی طرح زیادہ تکلیفوں کی دلدل میں پھنس جاؤ۔

لہذا ہر کلمہ گو کو چاہئیے کہ مصائب اور بلاؤں پر صبر و شکر کا سہارا لے اور اللہ تعالیٰ سے عفو و عافیت مانگتا رہے۔

دو جڑواں بھائی

حضرت سیدنا و مولانا و مرشدنا عبید اللہ احرار قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو بلائیں اور مصیبتیں آئیں ان پر ہر جگہ شاکر رہنا چاہئیے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والی بلائیں و مصیبتیں ایک دوسری سے زیادہ سخت ہیں۔ حضرت مولانا نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کے حضور میں یہ بیان کیا گیا کہ دو جڑواں بھائی ایک ماں سے پیدا ہوئے تھے۔ ان دونوں کی پیٹھیں ایک دوسرے کے ساتھ جڑی ہوئی تھیں۔ جب وہ بڑے ہوئے تو ان کی زبان پر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا شکر جاری رہتا تھا۔ کسی شخص نے ان سے دریافت کیا کہ باوجود اس بلا کے آپ کے شکر کرنے کی کیا وجہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی بلائیں ہماری اس بلا سے بھی زیادہ سخت ہیں۔ ہم اس لئے اس بلا میں شکر کرتے ہیں۔

(از ملفوظات)

چین کا ایک واقعہ

دو جڑواں بچوں کے جسموں کے جڑے ہوئے ہونے کا ایک واقعہ اخبار میں آیا ہے۔ جو مذکورہ بالا واقعہ کی تائید کرتا ہے۔ وہ یوں ہے۔

درجنوبی چین کے علاقہ تونیس میں ایک کسان عورت کے ہاں پیدا ہونے والے دو جڑواں بچوں کو، جن کی چھاتیاں اور پیٹ پیدائشی طور پر جڑے ہوئے تھے۔ ایک دوسرے سے آپریشن کے ذریعہ علیحدہ کر دیا گیا۔ (روزنامہ جنگ کراچی ۱۲ جولائی)

یا اللہ ہمیں صبر و شکر کرنے والے بنا۔ اور ہمیں مصائب سے اپنی پناہ میں رکھ۔ (آمین)

(ستمبر ۱۹۸۶)

بقیہ: نبی مجسم رحمت عالمؐ

یہ فرما کر اُسے چھوڑ دیا۔

۴۰

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے قاصدوں کا چنداں احترام نہ کیا جاتا تھا اور بعض اوقات انہیں قتل کر دیا جاتا تھا اسی طرح عرب اور دنیا کی دوسری اقوام اسیران جنگ سے نہایت برا سلوک کرتی تھیں۔ حضورؐ نے حکم دیا کہ قاصدوں کو ہرگز قتل نہ کیا جائے اور اسیران جنگ سے نہایت اچھا سلوک کیا جائے جنگ بدر میں جو لوگ قید کئے گئے ان کے بارے میں آپؐ نے صحابہؓ کو تاکید فرمائی کہ ان کو کھانے پینے کی تکلیف نہ ہونے پائے۔ چنانچہ صحابہ کرامؓ خود بھوکے رہتے تھے یا کھجوریں کھا کر گزر کر لیتے تھے۔ لیکن قیدیوں کو اچھے سے اچھا کھانا کھلاتے تھے۔

جرمنی میں

قادیانی جماعت میں زبردست پھوٹ پڑ گئی

تفصیلات آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیے۔

ARFI JEWELLERS
عارفی جیولرز
FOR CREATION OF ATTRACTIVE
JEWELLERY PH 6645236
ممتاز زیورات ـــ منفرد ڈیزائن
A Perfect Setting for a perfect Woman
Where trust is a Tradition.
ARFI JEWELLERS
34-MUHAMMADI SHOPING CENTRE
BLOCK-G-HAIDRY NORTH NAZIMABAD KARACHI PAKISTAN

مرض و صحت کی چہل احادیث

ابن غوری۔ ملکنڈ (اے پی)

۱۔ مومن کو جب بیماری پہنچتی ہے پھر اللہ تعالیٰ اس کو عافیت دیتا ہے تو یہ بیماری اس کے پہلے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے اور آئندہ کے لیے اس کے لیے نصیحت ہوتی ہے۔ ایک شخص نے کہا اے اللہ کے رسولؐ! بیماری کیا ہے؟ اللہ کی قسم میں تو کبھی بیمار نہیں ہوا۔ فرمایاؐ نے، اٹھ کھڑا ہو تم ہم میں سے تو ہم میں سے نہیں۔ (ابوداؤد)

۲۔ ایک شخص کی وفات پر کسی نے کہا کیسی موت بہتر پائی ہے کہ بیمار نہ پڑا اور موت سے ہم کنار ہو گیا۔ یہ سن کر حضورؐ نے فرمایا تم پر افسوس ہے تمہیں معلوم نہیں اگر اللہ اسے کسی بیماری میں مبتلا کر دیتا تو اس کی خطائیں اس سے دور ہو جاتیں۔ (موطا)

۳۔ کوئی مسلمان نہیں جس کو بیماری کی تکلیف نہ پہنچی ہو یا اس کے علاوہ کوئی اور۔ مگر اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو گرا دیتا ہے جس طرح درخت سے پتے گر جاتے ہیں۔ (بخاری، مسلم)

۴۔ ام العلاؓ تمہیں خوش خبری ہو مسلمان کی بیماری اس کے گناہوں کو دور کر دیتی ہے جیسے آگ سونے چاندی کا میل دور کر دیتی ہے۔ (ابوداؤد)

۵۔ کوئی بندہ جب بیمار ہوتا ہے یا سفر میں ہوتا ہے تو اس کے نامۂ اعمال میں اس قدر نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں جتنی وہ قیام یا صحت کی حالت میں کرتا۔ (بخاری)

۶۔ بیمار کا کراہنا تسبیح ہے۔ اس کی چیخ تہلیل ہے اور اس کا سانس لینا صدقہ ہے اور اس کا سونا عبادت ہے اور اس کا ایک جانب سے دوسری جانب کروٹ بدلنا جہاد فی سبیل اللہ ہے حالت مرض میں اس کے اعمال صحت کے حال سے بہتر لکھے جاتے ہیں۔ (تنویر المساکین)

۷۔ اسامہ بن شریکؓ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر تھا چند بدو حاضر ہوئے اور کہا یا رسول اللہؐ اگر ہم علاج نہ کریں تو کیا ہم پر کچھ گناہ ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا ہاں! اللہ کے بندو تم علاج کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ نے ایک کے سوا کوئی ایسی بیماری پیدا نہیں کی جس کی شفا پیدا نہ کی ہو اور بلا علاج ہو، انہوں نے دریافت کیا یا رسول اللہ! وہ کون سی بیماری ہے۔ آپؐ نے فرمایا وہ بڑھاپا ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد)

۸۔ ایک صحابیؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ کیا ہم علاج کریں؟ کیا علاج تقدیر الٰہی (بیماری) کو ٹال سکتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا! وہ (علاج) بھی تقدیر الٰہی ہے۔ (مستدرک حاکم)

۹۔ جس شخص نے علاج کیا درآں حالیکہ اس سے قبل اسکو علاج معالجہ کا کچھ علم نہ تھا۔ اس حال میں (اگر مریض کو کوئی نقصان ہو گیا) تو ذمہ داری اس معالج پر ہے۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

۱۰۔ جب کسی نفس مومنہ کو بخار آتا ہے تو اس کی روح بدن کے اندر سے پکار کر کہتی ہے کہ اے بخار تیری اس نفس مومنہ کے پاس آنے سے کیا غرض ہے؟ بخار اسے جواب دیتا ہے کہ اے پاکیزہ روح تیرا یہ بدن اصل میں پاک تھا پس اس کو گناہوں اور خطاؤں نے گدلا کر دیا میں اسی کو دھونے اور پاک کرنے آیا ہوں۔ روح اسے جواب دیتی ہے اور ۳ بار اس سے کہتی ہے میرے پاس آ، اور ضرور آ، اور میرے اس بدن کو پاک و صاف کر دے۔ (روایت کیا سلمان فارسی رضہ نے)

۱۱۔ جب کوئی شخص بیمار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف دو فرشتے بھیجتا ہے اور فرماتا ہے، دیکھو، وہ اپنے عیادت کرنے والوں کے ساتھ کیا گفتگو کرتا ہے اگر وہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرے تو اللہ تعالیٰ اعلان کرتا ہے: اگر میں اسے موت سے ہم کنار کروں گا تو اسے جنت میں داخل کروں گا اور اگر اسے شفا بخشوں گا تو اس کا خراب گوشت اچھے گوشت سے اور گندا خون اچھے خون سے بدل دوں گا اور اس کے گناہ بھی اس سے دور کر دوں گا۔ (موطا امام مالک)

۱۲۔ مجھے اس مومن پر تعجب ہوتا ہے جو مومن بھی ہو اور بیماری پر بے صبری کا اظہار بھی کرتا ہو اگر اسے علم ہو کہ بیماری میں اس کے لیے کیا فائدے ہیں تو وہ لازم پکڑ لیتا کہ وہ بیمار ہی رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے جا ملے۔ (بزاز)

۱۳۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں میں تمہاری شفا نہیں رکھی ہے جو تم پر حرام کر دی گئی ہیں۔ (مستدرک)

۱۴۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں، جس وقت ہم میں سے کوئی بیمار ہوتا تو رسول اللہؐ اس پر اپنا دایاں ہاتھ پھیرتے اور فرماتے۔ اذھب الناس رب الناس واشف انت الشافی لاشفاء الا شفاؤک شفاء لا یغادر سقما۔ (بخاری، مسلم)

۱۵۔ اپنے مریضوں کو زبردستی کھانا نہ کھلاؤ۔ اللہ تعالیٰ ان کو کھلاتا اور پلاتا ہے۔ (ترمذی)

۱۶۔ جس وقت تم مریض کے پاس جاؤ تو اس کا غم دور کرو اس لیے کہ یہ بات مقدر کو تو نہیں پھیرتی، لیکن اس کا دل خوش ہو جاتا ہے۔ (ترمذی)

۱۷۔ جس وقت تم مریض کے پاس جاؤ تو اس کو کہو کہ تمہارے لیے دعا کرے اس کی دعا فرشتوں کی دعا جیسی ہے۔ (ابن ماجہ)

۱۸۔ افضل عیادت وہ ہے جس سے جلد اٹھ جائے۔ (بیہقی)

۱۹۔ جو شخص اچھا وضو کرے اور اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرے ثواب کا قصد کرتے ہوئے تو ساٹھ برس کی مقدار اسے دوزخ سے دور کیا جاتا ہے۔ (ابوداؤد)

۲۰۔ کوئی مسلمان جس وقت دوسرے مسلمان کی صبح صبح عیادت کرتا ہے تو شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیے دعا کرتے ہیں اور اس کے لیے جنت میں ایک باغ تیار ہوتا ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد)

۲۱۔ مسلمان جس وقت اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو لوٹنے تک جنت کی میوہ خوری میں رہتا ہے۔ (مسلم)

۲۲۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس وقت میں کسی بندے کو اس کی دو محبوب چیزوں (یعنی دو) آنکھوں میں آزماتا ہوں پھر وہ صبر کرتا ہے تو اس کے بدلے میں اس کو جنت دوں گا۔ (بخاری)

۲۳۔ بے شک نبی اکرم صحابہ کو بخار اور درد میں سکھلاتے تھے کہ یہ پڑھیں۔
بسم اللہ الکبیر اعوذ باللہ العظیم من شر

کل عرق نعارہ من شعر حر النار۔ (ترمذی)

۲۴۔ اے اللہ! میں تجھ سے برص، جذام، دیوانگی اور بری بیماریوں سے پناہ مانگتا ہوں۔ اللھم انی اعوذبک من البرص والجذام والجنون ومن سیّئ الاسقام

(ابوداؤد، نسائی)

۲۵۔ سورۂ فاتحہ میں ہر بیماری کی شفا ہے۔

(بیہقی)

۲۶۔ نماز میں شفا ہے۔ (ابن کثیر)

۲۷۔ دو شفاؤں کو لازم پکڑو یعنی شہد اور قرآن کو۔

(ابن ماجہ، بیہقی)

۲۸۔ مسواک میں کئی فائدے ہیں، منہ کو صاف کرتی ہے، مسوڑوں کو قوت دیتی ہے، بلغم کو دور کرتی ہے، صفرے کو دور کرتی ہے، نگاہ کو تیز کرتی ہے، وغیرہ۔ (فضائل نماز)

۲۹۔ آب زم زم کو اگر کسی مرض سے صحت کی نیت سے پیئے تو اس کا کام دے۔ (فضائل حج)

۳۰۔ اللہ کے راستے میں قتل ہونے کے علاوہ شہید سات ہیں۔ جو وبا میں مرے، ڈوب کر مرے، ذات الجنب میں مرے، درد شکم سے مرے، جل کر مرے، دب کر مرے، زچگی میں مرے۔

(ابوداؤد، نسائی)

۳۱۔ اہل بیت میں سے اگر کسی کو بخار آتا تو آپ ﷺ کو حریرہ بنانے کا حکم دیتے پھر آپ ﷺ فرماتے کہ اسے گھونٹ گھونٹ پئیں اور فرمایا کرتے کہ یہ حریرہ غمگین دل کو قوت دیتا ہے اور بیمار دل کی بیماری اس طرح دور کرتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی عورت اپنے چہرے کا میل کچیل دور کر دیتی ہے۔ (ترمذی)

۳۲۔ اصفہانی سرمہ نگاہ کو تیز کرتا ہے اور بالوں کو اگاتا ہے۔

(ترمذی)

۳۳۔ رسول اللہ ﷺ پینے کے دوران تین مرتبہ سانس لیتے اور فرماتے کہ اس طرح پینا خوب سیراب کرتا ہے اور صحت بخش اور خوشگوار ہے۔ (بخاری)

۳۴۔ تم گائے کا دودھ پینے کے لیے لازم کرو کہ یہ شفا بخش ہے اور اس کا گھی دوا ہے اور اس کے گوشت میں بیماری ہے۔

(زاد المعاد)

۳۵۔ وہ گھر سالن سے خالی نہیں ہے جس میں سرکہ ہے۔

(ترمذی)

۳۶۔ دھوپ میں جو پانی گرم ہو اس سے وضو نہ کرو کیونکہ وہ برص کی بیماری کا موجب ہے۔ (دار قطنی)

۳۷۔ کلونجی میں موت کے سوا ہر بیماری میں شفا ہے۔

(بخاری، مسلم)

۳۸۔ آپ ﷺ جب بیمار ہوتے تو اپنے نفس پر معوذات (سورہ فلق اور ناس) پڑھ کر دم کرتے اور اپنا ہاتھ پھیرتے۔

(بخاری، مسلم)

۳۹۔ تم میں سے کوئی شخص غسل خانہ میں پیشاب نہ کرے۔ اس لیے کہ اکثر وسوسے اس سے پیدا ہوتے ہیں۔

(ترمذی)

۴۰۔ دس چیزیں فطرت سے ہیں:۔ لبوں کو کم کرنا، داڑھی کو بڑھانا، مسواک کرنا، کلی کرنا، ناک میں پانی چڑھانا، ناخن ترشوانا، جوڑوں کی جگہ دھونا، بغل کے بال دور کرنا، زیر ناف بال مونڈنا، پانی سے استنجا کرنا۔ (مسلم)

حیا کی پہچان!

- ہر دین کا ایک امتیازی اخلاق ہوتا ہے ہمارے دین کا امتیازی اخلاق شرم کرنا ہے۔
- حیا اور ایمان ساتھ ساتھ ہیں ایک چیز گئی تو جانو دوسری بھی گئی۔
- جب خدا کسی کو ہلاک کرنا چاہتا ہے تو حیا اس سے چھین لیتا ہے۔
- جس شخص میں حیا ہوگی اس میں ایک خاص قسم کی زینت پیدا ہو جائے گی۔

(رشیدہ شمیم، سنگاریڈی)

جبار کارپٹس

ڈیلرز

قائد آباد کارپٹ • مون لائٹ • بلال کارپٹ •
یونائیٹڈ کارپٹ • ڈیکورا کارپٹ • اولمپیا کارپٹ

مساجد کیلئے خاص رعایت

سی۔ این آر ایونیو نزد حیدری پوسٹ آفس بلاک جی برکات حیدری نارتھ ناظم آباد فون: 6646888 6646655

آپ کے مسائل

گمشدہ چیزوں کا مسجد کے لاؤڈ اسپیکر پر اعلان

محمد عارف ۔۔ نعمان عارف

س : عرض خدمت یہ ہے کہ کیا مسجد کے اسپیکر پر گمشدہ چیز یا بچے کے گم ہو جانے کا اعلان کرانا جائز ہے یا ناجائز کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ گمشدہ چیز مسجد میں نہ ڈھونڈو۔

ج : بچے کا اعلان کرانا جائز ہے، دوسری گم شدہ چیزوں کا نہیں۔

س : اکثر فقیر مسجد کے اندر آکر بھیک مانگتے ہیں اور لوگ ان کو بھیک دیتے ہیں آیا ان کو مسجد میں بھیک دینی جائز ہے یا ناجائز اگر ناجائز ہے تو دینے والے کے اور بھیک لینے والے کے لیے کیا حکم ہے۔

ج : اگر کوئی واقعی مستحق ہو تو اس کو دینا جائز ہے، ورنہ بھیک مانگنا اور پیشہ وروں کو دینا دونوں ناجائز ہیں۔

س : مولانا صاحب کیا امام مسجد کو فطرہ، زکوٰۃ اور خیرات لینا جائز ہے یا نہیں اگر لینا جائز نہیں ہے تو مسجد میں جو کھانا آتا ہے اس کے بارے میں کیا حکم ہے کیونکہ اکثر لوگ خیرات بھی کر ہی بھیجتے ہیں۔

ج : امام مسجد اگر نادار اور مستحق زکوٰۃ ہو تو اس کو زکوٰۃ اور فطرہ دینا صحیح ہے ورنہ نہیں۔ مسجد میں جو کھانا آتا ہے اس کا حکم عام خیرات کا ہے بہتر ہے کہ غریب و غرباء کو کھلایا جائے۔

نوٹ : روزہ کشائی کے لیے جو کھانا آتا ہے، اس کا حکم عام خیرات کے کھانے کا نہیں اس کا کھانا سب کو جائز ہے۔

اعمال کا پیش کیا جانا

سلیمان عبداللہ ــــــــــ کراچی

س : ایک مفتی صاحب ڈاڑھی منڈانے والوں کو نصیحت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ "ڈاڑھی منڈانے والو! تمہارے اعمال روزانہ فرشتے حضور کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ تو حضور علیہ السلام کو یہ حرکات دیکھ کر کتنا دکھ ہوگا!" اب آپ سے میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ :

س : فرشتے کب سے ہمارے اعمال نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کر رہے ہیں؟

ج : آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں امت کے اعمال کا پیش کیا جانا کنز العمال صفحہ ۳۱۵ ج ۱۱ اور حلیۃ الاولیاء صفحہ ۱۷۹ ج ۶ کی حدیث میں آتا ہے بلکہ احادیث میں عزیز و اقارب کے سامنے اعمال کا پیش کیا جانا بھی آتا ہے (مسند احمد ص ۱۶۵ ج ۳ مجمع الزوائد صفحہ ۲۲۸، ۲۲۸ ج ۲) یہ کب سے پیش کر رہے ہیں؟ اس کا ذکر نہیں آتا۔

س : محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں آمد مبارک سے قبل فرشتے انسانوں کے اعمال کس کی خدمت میں پیش کرتے تھے۔

ج : کہیں تصریح نہیں آتی، ممکن ہے کہ ہر نبی کی امت کے اعمال اس نبی کی خدمت میں پیش کیے جاتے ہوں۔

س : قرآن میں تو ہر جگہ خالق کائنات فرماتا ہے کہ تمام اعمال میری طرف پلٹتے ہیں (سورۂ حج، سورۂ حدید، سورۂ اعراف)

ج : بلاشبہ تمام اعمال بارگاہ الٰہی میں ہی پیش ہوتے ہیں۔ لیکن اگر بحکم خداوند کریم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یا عزیز و اقارب کو بھی بتائے جاتے ہوں تو کیا اشکال ہے۔

س : قرآن کی کوئی ایک آیت بتلائیں جس میں لکھا ہو کہ فرشتے ہمارے اعمال ختم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے ہیں؟

ج : قرآن کریم میں تو یہ بھی نہیں کہ فجر کی دو، ظہر، عصر، عشاء کی چار چار اور مغرب کی تین رکعتیں ہیں

س : بیعت رضوان نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لیے لی تھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع ملی کہ کفار نے امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا ہے زندگی میں ایک صحابی کا عمل نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش نہ ہو سکا اور وفات کے بعد اربوں انسانوں کے اعمال کس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش ہو رہے ہیں؟

ج : اگر ایک واقعہ کی اطلاع نہ دی جائے تو کس سے یہ کیسے لازم آیا کہ دوسرے کی بھی اطلاع نہیں دی گئی ہوگی یا اگر ایک چیز کی اطلاع دی جائے تو اس سے یہ کیسے لازم آیا کہ لازماً دوسری چیز کی بھی دی گئی ہوگی۔

س : دنیا میں مسلمانوں کی آبادی ایک ارب ۱۵ کروڑ ہے۔ اگر ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصہ میں ایک آدمی کا عمل بھی پیش ہو تو پھر تقریباً ۶۲۰۸۰ گھنٹے لگ جاتے ہیں۔

ج : کیا یہ ممکن نہیں کہ اجمالی خاکہ پیش کیا جاتا ہو۔

س : یہ عقیدہ رکھنا، سوچنا یا سمجھنا کہ ہمارے اعمال کسی زندہ یا مردہ جن و بشر پر پیش ہوتے ہیں خالص قرآن کا انکار، صحیح احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکار اور اللہ تعالیٰ سے نمک حرامی کرنا نہیں ہے تو اور کیا ہے!

ج : میں نے حدیث کا حوالہ اوپر ذکر کر دیا ہے اور میں ایسے فہم قرآن سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں جس سے آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تردید ہو۔

پراویڈنٹ فنڈ کی رقم میں سے سود قرض لینا دینا جائز نہیں!

مسعود اختر، ملک شفیق و دیگر ــــــــــ کراچی

س : ہم لوگ پی آئی اے میں ملازم ہیں۔ ہماری تنخواہ سے ہر سال کچھ رقم پراویڈنٹ فنڈ کے نام سے کاٹ لی جاتی ہے۔ اس رقم کے بارے میں یہ طریقہ کار طے ہے کہ ہر سال جتنی رقم ہماری تنخواہ سے کاٹی جاتی ہے اتنی ہی رقم کارپوریشن اپنی طرف سے شامل کر لیتی ہے اور پھر ان دونوں رقوم پر سود مقرر لگایا جاتا ہے نیز ملازمت کے دوران سے کر اب تک اس مدت میں جمع شدہ کل رقم پر بھی ہر سال سود مرکب بھی لگایا جاتا ہے یہ عمل ہر سال ہوتا ہے۔

اگر کسی موقعہ پر ہم کارپوریشن سے قرض لیتے ہیں تو

اس جمع شدہ رقم سے قرض دیا جاتا ہے اور پھر اصل رقم کے ساتھ سود کو واپس لیا جاتا ہے جب ہم ملازمت چھوڑیں گے یا ریٹائرڈ ہو جائیں تو یہ رقم بمعہ سود ہمیں مل جائے گی۔ کیا یہ طریقہ کار قرآن و سنت کی روشنی میں درست ہے۔

ج: پراویڈنٹ فنڈ کے نام سے جو رقم کارپوریشن کی طرف سے دی جاتی ہے وہ تو جائز ہے لیکن اس رقم پر سے سودی قرض لینا دینا جائز نہیں۔

حضرت عیسیٰ ؑ کی تشریف آوری پر ایمان لانا ضروری ہے؟

محمد اوصاف بیگ ——— کراچی

س: حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کا ظہور ہوگا کہ نہیں اگر ہوگا تو قیامت سے کتنے عرصہ قبل ہوگا۔

ج: حضرت مہدی علیہ الرضوان کا ظہور ہوگا مگر ان کا ظہور قرب قیامت کی نشانیوں میں سے ہے اور قیامت کے زمانے کا کسی کو علم نہیں۔ اس لیے قرب قیامت کی بڑی نشانیوں کا وقت متعین کرنا بھی ممکن نہیں۔

س: حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت سے قبل آئیں گے یا نہیں؟

ج: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری حضرت مہدی علیہ الرضوان کے زمانے میں ہوگی۔ یہ امت اسلامیہ کا قطعی اور متواتر عقیدہ ہے۔ اور اس پر ایمان لانا ضروری ہے۔

فرض نماز کے بعد دعا

محمد شاہ الحسن ——— گلیانہ

س: فرض نماز با جماعت کے بعد امام و مقتدی حضرات کی اجتماعی دعا نیز بقیہ نماز کے بعد کی اجتماعی دعا۔

ج: دعا فرض نماز کے بعد اقرب الی الاجابت فرمائی گئی ہے اور ہاتھ اٹھانا دعا کے آداب میں سے بیان کیا گیا ہے اس لیے امام اور مقتدی سب ایک ہی وقت میں دعا کریں گے اور ایک اجتماعی تشکل پیدا ہو جائے گی لیکن مقتدی امام کی دعا کے پابند نہیں۔

س: بلا عذر ننگے سر نماز ادا کرنا۔

ج: مکروہ ہے۔

س: جماعت میں شرکت کی بنا پر فجر کی سنتیں جماعت کے بعد فوراً ادا کرنا۔

ج: احادیث متواترہ میں نماز فجر کے بعد سے طلوع تک نماز کی ممانعت آئی ہے اس لیے اگر سنتیں فوت ہو جائیں تو ان کو طلوع کے بعد ادا کیا جائے۔

س: اقامت میں تکبیر کے سوا باقی لوگوں کا بیٹھے رہنا۔

ج: ابتدائے اقامت ہی سے اٹھ کر صفیں درست کرنا اولیٰ و افضل ہے۔

س: اذان، اقامت کے دیگر مواقع پر نبیؐ کے نام پاک پر انگوٹھے چومنا۔

ج: بدعت ہے، اس کی کوئی اصل نہیں۔

س: کھانا سامنے رکھ کر ختم پڑھنا۔

ج: یہ بھی بے اصل بدعت ہے۔

س: تراویح کی تعداد کتنی ہے۔

ج: اس کے لیے میرا رسالہ "بیس تراویح کا مسئلہ" دیکھ لیا جائے۔

س: دعا بعد نماز جنازہ

ج: فقہ حنفی کی کتابوں میں اس کی ممانعت لکھی ہے۔

قادیانی کا راز فاش کرنا ضروری ہے

الف معرفت محمد صدیق ——— کراچی

س: الف اور ب ایک فیکٹری میں کام کرتے ہیں، فیکٹری کا قانون ہے کہ ہر سال بذریعہ قرعہ اندازی ایک آدمی کو حج کے لیے بھیجتی ہے۔ ب نے کئی مرتبہ الف سے کہا کہ میں قادیانی ہوں صدر ضیاء الحق ہم پر ظلم کر گئے ہیں ہمارے لیے طرح طرح کے قوانین بنا گئے ہیں ہماری "مسجدوں" پر منارہ وغیرہ بنانے اور ہمیں اپنی تبلیغ کی اجازت نہیں دیتے۔ پھر ب اس نے اپنے آپ کو مرزائی جتایا۔ اور ہمیشہ مرزائی رہا۔ اب کچھ عرصہ سے فیکٹری میں با جماعت نماز ادا کرتا ہے جب الف نے کہا کہ تم ہماری مسجد میں جماعت سے نماز کیوں پڑھتے ہو تو وہ چپ کر خاموش ہو گیا۔ اتفاقیہ طور پر حج کی قرعہ اندازی میں اس

باقی صفحہ ۲۰ پر

ماتمِ انسانیت

(مولانا ابوالکلام آزاد ۔ نگارشاتِ آزاد)

انسان کی سوئی ہوئی سبعیت و بہیمیت پھر جاگ اٹھی ہے۔ وہ اشرف المخلوقات کہ صورت سے آدمی مگر خواہشوں میں بھیڑیا۔ محل سراؤں میں متمدن انسان مگر میدانوں میں جنگلی درندہ۔ اور اپنے ہاتھ پاؤں سے اشرف المخلوقات مگر اپنی روح بہیمی میں دنیا کا سب سے زیادہ خونخوار جانور ہے۔ اب اپنی خونریزی کی انتہائی شکل اور اپنی مردم خوری کے سب سے زیادہ بڑے وقت میں آگیا ہے وہ کل تک اپنے کتابوں کے گھروں اور علم و تہذیب کے دار العلوموں میں انسان تھا، پر آج چیتے کی کھال اس کے چمڑے کی نرمی سے زیادہ حسین اور بھیڑیئے کے پنجے اس کے دندانِ تبسم سے زیادہ نیک ہیں۔ درندوں کے بھٹ اور سانپوں کے جنگلوں میں امن و راحت ملے گی مگر اب انسانوں کی بستیاں اور اولادِ آدم کی آبادیاں راحت کی سانس اور امن کے تنفس سے خالی ہو گئی ہیں کیونکہ وہ جو خدا کی زمین پر سب سے اچھا اور بڑھ کر تھا۔ اگر سب سے بڑا اور سب سے کمتر ہو جائے تو جس طرح اس سے زیادہ کوئی اور نیک نہ تھا ویسا ہی اس سے بڑھ کر اور کوئی برا بھی نہیں ہو سکتا۔

شیر خونخوار ہے مگر غیروں کیلئے۔ سانپ زہریلا ہے مگر دوسروں کیلئے چیتا درندہ ہے۔ مگر اپنے سے کمتر جانوروں کیلئے لیکن انسان دنیا کا اعلیٰ ترین مخلوق۔ خود اپنے ہی ہم جنسوں کا خون بہاتا اور اپنے ہی ابنائے نوع کیلئے درندۂ خونخوار ہے۔

انسان ہی ہے جو فرشتوں سے بہتر ہے اگر اپنی قوتوں کو امن و سلامتی کا وسیلہ بنائے۔ اور انسان ہی ہے جو سانپ کے زہر اور بھیڑیئے کے پنجے سے بھی زیادہ خونخوار ہے اگر راہِ امن و سلامتی کو چھوڑ کر بہیمیت اور خونخواری پر اتر آئے۔

ایک سبق آموز واقعہ

اس نے بہت بڑی نیکی جسکی وجہ سے ایک فرشتہ اسکی طرف سے حج کرتا ہے

تحریر:۔ صفیہ رشید، کراچی

ماکان العبد فی عون اخیہ کان اللہ فی عون عبدہ اوکما قال علیہ السلام

ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء

ترجمہ: جب تک بندہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے مددگار رہتا ہے اس وقت تک اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے کے لیے مددگار رہتا ہے۔

اے اللہ کے بندو! تم اہل زمین پر رحم کرو تم پر آسمان والا (اللہ تبارک وتعالیٰ) رحم فرمائے گا۔

ایک مرتبہ ربیع بن سلیمان حج کے قصد سے جا رہے تھے وہاں کے ساتھ ان کے بھائی اور شہر کی جماعت تھی جب وہ کوفہ پہنچے تو وہاں پر آپ ضروریات سفر خریدنے کے لیے بازار گئے تو راستے میں ایک ویران سی جگہ پر انہوں نے ایک مرا ہوا خچر دیکھا اور ایک عورت جس کے کپڑے بہت پرانے اور بوسیدہ تھے۔ چاقو سے اس کے گوشت کے ٹکڑے کاٹ کاٹ کر ایک زنبیل میں رکھ رہی تھی۔ انہیں یہ خیال ہوا کہ یہ مردار گوشت لے جا رہی ہے۔ عجب نہیں کہ یہ بھٹیاری عورت ہو جو اسے پکا کر لوگوں کو کھلائے گی۔ یہ سوچ کر چپکے سے اس کے پیچھے چلنے لگے۔ اس طرح کہ وہ نہیں دیکھ سکے۔ وہ عورت ایک بڑے مکان پہ پہنچی جس کا دروازہ بہت اونچا تھا۔ اس نے دروازہ جا کر کھٹکھٹایا۔ دروازہ کھل گیا اور اس میں سے چار لڑکیاں آئیں جن کے چہروں سے بدحالی اور مصیبت کے آثار نظر آرہے تھے۔ وہ عورت اندر گئی اور وہ زنبیل ان لڑکیوں کے سامنے رکھ دی اور آپ دروازے کے دروازوں سے دیکھ رہے تھے انہوں نے دیکھا کہ اندر سے گھر بالکل برباد خالی ہے اس عورت نے روتے ہوئے لڑکیوں کو آواز دی اور کہا کہ اس کو پکا لو اور اللہ کا شکر ادا کرو۔ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر اختیار ہے اسی کے قبضے میں لوگوں کے قلوب ہیں وہ لڑکیاں اس کو کاٹ کاٹ کر آگ پر بھوننے لگیں۔ یہ منظر دیکھ کر آپ پریشان ہوگئے اور بے چین ہو کر بے اختیار باہر سے آواز دی اے اللہ کی بندی اللہ کے واسطے اس کو نہ کھانا وہ کہنے لگی کہ تو کون ہے؟ فرمایا میں ایک پردیسی ہوں وہ عورت بولی اے پردیسی تم ہم سے کیا چاہتے ہو؟ ہم خود ہی مقدر کے قیدی ہیں۔ تین سال سے ہمارا کوئی معین ہے اور نہ مددگار، تم ہم سے کیا چاہتے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ مجوسیوں کے ایک فرقے کے سوا مردار کھانا کسی مذہب میں جائز نہیں۔ وہ کہنے لگی کہ ہم خاندان نبوت سے تعلق رکھتے ہیں ان لڑکیوں کا باپ بڑا شریف تھا وہ اپنے ہی جیسوں سے ان کا نکاح کرنا چاہتا تھا۔ لیکن اس کی نوبت ہی نہ آئی کہ اس کا انتقال ہوگیا جو ترکہ اس نے چھوڑا تھا وہ ختم ہوگیا ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ مردار کھانا ناجائز ہے لیکن اضطرار (مجبوری) کی حالت میں جائز ہے ہمارا چار دن سے فاقہ ہو رہا ہے۔ اس عورت کے حالات سن کر ابن سلیمان کا دل بے چین ہوگیا اور آپ روتے ہوئے غم کی حالت میں واپس آئے اور اپنے بھائی سے آکر فرمایا کہ میرا ارادہ تو حج کا نہیں رہا۔ آپ کے بھائی نے آپ کو بہت سمجھایا اور حج کے فضائل سے بھی آگاہ کیا۔ لیکن آپ نے اپنے بھائی سے یہ کہہ کر اب کچھ نہ کہو۔ اپنے کپڑے اور احرام کی چادریں اور جو سامان آپ کے ساتھ تھا اور چھ سو درہم لے کر بازار تشریف لائے اور ان سے آٹا اور کپڑے وغیرہ خریدے اور باقی درہم آٹے ہی میں چھپا کر اس بڑھیا کے گھر تشریف لائے اور آٹا اور دیگر سامان وغیرہ اس کو دے دیا۔ اس عورت نے اللہ کا شکر ادا کیا اور کہنے لگی اے ابن سلیمان جا اللہ جل شانہ تیرے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کرے اور تجھے حج کا ثواب عطا کرے۔ اور اپنی جنت میں جگہ دے اور اس کا ایسا بدلہ عطا فرمائے جو تو دیکھ بھی لے۔ اسی طرح بڑی، پہلی دوسری اور تیسری بیٹی نے بھی دعائیں دیں اور چھوٹی بیٹی نے (جو سب سے چھوٹی تھی) کہا کہ اے اللہ جس نے ہم پر احسان کیا تو اس کا نعم البدل اس کو جلدی عطا کر حجاج کا قافلہ روانہ ہوگیا اور آپ مجبوراً کوفہ اس وقت تک مقیم رہے جب تک کہ حجاج کا قافلہ حج سے فارغ ہو کر لوٹ نہ آئے۔ جب قافلہ واپس ہوا آپ ان کا استقبال کرنے اور اپنے لیے ان سے دعا کروانے کی غرض سے قافلہ والوں کے پاس تشریف لے گئے۔ کہ شاید کسی کی دعا سے اگلی مرتبہ حج کی سعادت حاصل ہو جائے۔

جونہی آپ کی نظروں کے سامنے حجاج کا قافلہ آیا تو آپ کو اپنی حج سے محرومی پر بہت افسوس ہوا۔ اور اس رنج و غم کی وجہ سے آپ کی آنکھ آنسوؤں سے تر ہوگئی۔ جب آپ کی ان سے ملاقات ہوئی تو فرمایا کہ اللہ جل شانہ آپ لوگوں کے حج کو قبول فرمائے اور جو خرچ ہوئے اس کا بدلہ عطا فرمائے۔ تو ان میں سے ایک نے کہا کہ یہ دعا کیسی؟ آپ نے فرمایا کہ ایسے شخص کی دعا جو دروازے تک کی حاضری سے محروم رہا۔ وہ کہنے لگے کہ تعجب کی بات ہے کہ اب تم وہاں جانے سے انکار کرتے ہو کیا تم ہمارے ساتھ عرفات کے میدان میں نہیں تھے؟ کیا تم نے ہمارے ساتھ رمی جمرات نہیں کی۔ اور کیا تم نے ہمارے ساتھ طواف نہیں کئے۔؟ آپ بہت حیران و پریشان ہوئے اور اسی کشمکش میں تھے کہ اتنے میں ان کے شہر کے حاجیوں کا قافلہ آپہنچا اور آپ

باقی ص ۲۴ پر

کفار کا معاشرتی مقاطعہ اور مظالم

محمد اقبال حیدرآباد

محرم ۷ قبل ہجرت / ستمبر ۶۱۵ء میں کفار نے اسلام کی ترقی کو روکنے کے لیے بنو ہاشم اور خاص طور عبدالمطلب کے گھرانے سے معاشرتی بائیکاٹ کرنے کی ایک خوفناک تجویز سوچی مسلمانوں کی ہجرت ثانی کے بعد قریش تلملائے، سٹپٹائے اور اپنی چیرہ دستیوں میں بہت دور نکل گئے لیکن وہ نہ تو انقلاب پسند مسلمانوں کو اسلام سے منحرف کر سکے اور نہ ہی ان کی تحریک انقلاب کو دبا ہی سکے۔ ہر دور نا کو امتحانوں سے گذرنا ہی پڑتا ہے کیونکہ جور و جفا ہی سے وہ معتبر بنتی ہے چنانچہ جو شخص بھی مسلمان ہو کر وادی عشق میں قدم رکھتا تھا اسے اس کی پرخار راہوں سے برہنہ پا گزرنا پڑتا تھا۔ مسلمانوں پر قریش بڑی بے دردی سے تشدد کرتے تھے تاکہ وہ مرتد ہو جائیں۔ اسلام کا نشہ ایسا نہ تھا کہ جسے قریش کے مظالم کی ترشی اتار سکتی! اہل وفا کی قربانیوں اور اہل جفا کے مظالم کی خونچکاں داستانوں سے تاریخ اسلام کے اوراق مزین ہیں۔

حضرت خباب بن الارت تمیمی رضی اللہ عنہ زمانہ جاہلیت میں غلام بنا کر فروخت کر دیئے گئے تھے یہ سابقوں میں سے ہیں اور ساتویں یا آٹھویں مسلمان ہیں ان پر بڑے بڑے مظالم توڑے گئے لیکن ان کے پائے استقامت میں لغزش نہ آئی ایک روز ان کو دہکتے ہوئے کوئلوں پر چت لٹا کر ان کے سینے پر ایک شخص کھڑا کر دیا گیا۔ تاکہ وہ کروٹ نہ بدل سکیں۔ یہاں تک کہ کوئلے بجھ کر ٹھنڈے پڑ گئے۔

حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ جو موذن اول ہیں امیہ بن خلف کے غلام تھے ظالم ان کی مشکیں کس کر گرم ریت پر لٹا دیتا اور سینے پر بھاری چٹان رکھ دیتا اور اسلام چھوڑنے کو کہتا لیکن اہل وفا کی زبان سے "احد، احد" ہی نکلتا ایک دن تنگ آ کر امیہ بن خلف نے ان کے گلے میں رسی باندھی اور لونڈوں کے حوالے کر دیا جو انہیں شہر کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک گھسیٹتے پھر رہے تھے۔ سفاک کفار دیکھ دیکھ کر ہنستے، پھبتیاں کستے اور یہ دیوانہ عشق "احد احد" کہتے رہے۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے پہلے صرف تین چار شخص تحریک اسلام میں شامل ہوئے تھے یہ اجنبی تھے ان کے باپ کا نام یاسر اور ماں کا سمیہ تھا جو ابو حذیفہ مخزومی کی کنیز تھیں۔ قریش ان تینوں کو تپتی زمین پر لٹا کر اس قدر مارتے کہ وہ بے ہوش ہو جاتے حضرت سمیہ (والدہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ) اسلام کے اولین شہیدوں میں سے ہیں ابو جہل نے انہیں برچھی مار کر شہید کیا تھا۔ حضرت یاسر رضی اللہ عنہ (حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے والد) نے بھی اسی راہ عشق و وفا میں شہادت پائی تھی ایک عیسائی مورخ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کردار کا موازنہ کرتے ہوئے کہتا ہے "عیسائی اس کو یاد رکھیں تو اچھا ہو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات نے آپ کے متبعین میں جس قدر دین کا نشہ پیدا کیا اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اولین پیروؤں (حواریوں) میں تلاش کرنا بے سود ہے..... جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر لے گئے تو ان کے پیرو بھاگ گئے ان کا نشہ دینی ہرن ہو گیا اور وہ اپنے مقتدا کو موت کے پنجے میں گرفتار چھوڑ کر چل دیئے اس کے برعکس حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرو اپنے مظلوم پیغمبر کے گرد آئے اور آپ کے بچاؤ میں اپنی جانیں خطرے میں ڈال کر کل دشمنی پر آپ کو غالب کیا۔

انقلاب کی راہیں پرخار ہوتی ہیں جن میں برہنہ پا و آبلہ پا گزرنا انقلابی مجاہدوں کا مقدر ہوتا ہے تاریخ شاہد ہے کہ اللہ کے یہ انقلابی مجاہد اس تجربے سے گزرے اور کامیابی سے گزرے اس کی دو بنیادی وجوہ تھیں: ایمان اور اعتماد۔ اولاً ان کو اسلام کی حقانیت کا اذعان و ایقان تھا اور اس کے عقائد جلیلہ و فکر ان کی زندگی میں رچ بس گئے تھے ثانیاً ان کو اپنے قائد و ہادی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت پر کامل اعتماد تھا۔

تحریک اسلام کے روح رواں اور قائد چونکہ آپ تھے اس لیے قریش نے آپ کی آواز کو دبانے اور خاندان بنی ہاشم کی حمایت سے محروم کرنے کے لیے ایک سفاکانہ منصوبہ بنایا اس منصوبے کا مقصد آپ اور آپ کے خانوادے بنو ہاشم کو شہر بدر اور محصور کر کے ان کا معاشرتی مقاطعہ کرنا تھا چنانچہ تمام مخالف اور دشمن اسلام قبیلوں کے سردار اکٹھے ہوئے ایک معاہدہ طے پایا جسے منصور بن عکرمہ نے لکھا اور اسے کعبے کے دروازے پر لٹکا دیا گیا اس معاہدے میں بنو ہاشم میں سے صرف ابو لہب عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب شریک تھا اس کی بڑی شقیں یہ تھیں۔

۱۔ اگر بنو ہاشم (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کرنے کے لیے ہمارے حوالے نہ کریں تو ان کا مکمل معاشرتی مقاطعہ کیا جائے۔

۲۔ ان کے ساتھ رشتے ناتے اور شادی بیاہ کے تعلقات منقطع کر لیے جائیں۔

۳۔ ان سے خرید و فروخت اور لین دین ہرگز نہ رکھا جائے۔

۴۔ انہیں کھانے پینے کی چیزیں مہیا نہ ہونے دی جائیں۔

۵۔ انہیں گلی بازاروں میں گھومنے پھرنے نہ دیا جائے۔

۶۔ ان سے نہ تو میل جول اور نہ روابط و ضوابط ہی رکھے جائیں۔

ابو طالب نے جو ہاشمی قبیلہ میں ایک معزز حیثیت کے مالک تھے اس معاہدہ کو کسی حملہ کا پیش خیمہ خیال کیا اور گھرانے کے تمام افراد کو لے کر ایک گھاٹی میں جو شعب ابی طالب کے نام سے مشہور ہے منتقل ہو گئے اگرچہ ابو طالب نے اسلام قبول نہیں کیا لیکن وہ اس اعتبار سے تحریک اسلام کے معاونین و مددگار ضرور تھے انہوں نے محض بانی تحریک اسلام کی خاطر تین برس تک جن کا ایک ایک دن ان کیلئے قیامت کا دن تھا اس شہر بدری محصوری اور معاشرتی مقاطعہ کے صدمات اٹھائے اور مصائب جھیلے لیکن ان کے پائے عزم و ثبات میں کسی لمحے بھی لغزش نہ آئی۔

یہ تین سالہ زمانہ انتہائی مصیبت اور تکلیف کا زمانہ تھا۔ کھانے پینے کا جو سامان ساتھ لے کر گئے تھے وہ بہت جلد ختم ہو گیا باہر سے سامان حاصل کرنے کی تمام راہیں کفار نے مسدود کر رکھی تھیں۔ خدا کے نام لیواؤں کے اس گروہ میں چھوٹے چھوٹے بچے اور کمزور عورتیں تھیں بھوک اور پیاس کے مارے بلکتے ہوئے بچوں کی چیخ و پکار شہر تک سنائی دیتی تھی اور ان میں اس قدر

کرب ودرد ہوتا تھا کہ پہاڑوں کے دل دہل جاتے۔ مگر سنگدل سرداروں کا دل نہ پسیجتا۔

وہ شہر جس کی بنو ہاشم زینت تھے جس میں ان کی عظمت کے جھنڈے گڑے تھے جس کے معاملات میں ان کی آواز وزن رکھتی تھی اس میں ان کو قدم رکھنے کی اجازت نہ تھی۔

وہ لوگ جن کے وہ سادات تھے جو ان کے مشوروں کے متمنی رہتے تھے اور ان کی دوستی کو سرمایہ افتخار سمجھتے تھے۔ بیگانہ ہی نہیں دشمن بن چکے تھے۔ بنو ہاشم کا جرم یہ تھا کہ وہ محسن اعظم رحمت للعالمین اور بانی تحریک اسلام کی حمایت سے دستبردار نہیں ہوتے تھے اور اس جرم کی پاداش میں ان پر عرصہ حیات تنگ کر دیا گیا تھا انہیں بھوکا بھی رہنا پڑتا تھا اور درختوں کے پتے بھی کھانے پڑتے تھے۔ انہیں بچوں کو بھوک سے بلبلاتے اور اپنی حالت زار پر دشمنوں کو قہقہے لگاتے اور آوازیں کستے بھی دیکھنا پڑتا تھا۔ انہوں نے مسلسل تین برس تک سب کچھ دیکھا، سنا اور سہا۔ لیکن داعی اسلام کو قریش کے حوالے نہیں کیا۔ بنو ہاشم اس شکیب ربا تجربے سے گزرے اور کامیاب گزرے۔

انقلاب کی راہیں بڑی کٹھن دشوار گزار اور ہمت شکن ہوتی ہیں ان میں سے عزم وایمان صبر واستقلال اور تدبر وحکمت سے گزرنا پڑتا ہے اور آپ بھی اسی طرح گزرے۔ معاشرتی مقاطعے کے شکیب ربا تجربے میں بھی آپ کا رویہ بطریق سایہ خداوندی و رحمت تھا۔ اس کے برعکس قریش کا طرز عمل ظالمانہ تھا۔ اس کا فطری ردعمل مظلوموں کے حق میں ہوا۔ اصل یہ ہے کہ انسان کتنا ہی ظالم وسفاک ہو جائے اس کی فطرت یا انسانیت بدل نہیں سکتی چنانچہ وہ دن بھی آ گیا جب قریش کے افراد ہی نے ابوجہل وغیرہ کی مخالفت کے باوجود اپنے ہاتھوں سے معاشرتی مقاطعے کا عہد نامہ چاک کر دیا۔

ہوا یوں کہ ہشام عامری جو خانوادہ بنو ہاشم کا قریبی رشتے دار اور اپنے خاندان کے سر برآوردہ اشخاص میں سے تھے بنو ہاشم کو چوری چھپے غلہ وغیرہ بھجواتا رہتا تھا۔ اس کی تحریک پر زہیر (جو عبدالمطلب کے نواسے تھے) مطعم بن عدی۔ ابوالبختری ابن ہشام، زمعہ بن الاسود اس ظالمانہ معاہدے کو چاک کرنے پر آمادہ ہو گئے اور ابوجہل کی مخالفت کے باوجود مطعم بن عدی نے معاہدے کی دستاویز پھاڑ ڈالی اور پھر یہ لوگ مسلح ہو کر بنو ہاشم کے پاس گئے اور انہیں درے سے نکال لائے۔

پیغمبر رحمت للعالمین پر مسلسل مظالم توڑے جا رہے تھے لیکن بانی تحریک اسلام نے جواب میں کوئی انتقامی کاروائی نہ کی بلکہ ہر تشدد اور جور وجفا کو صبر وتحمل سے برداشت کیا۔ دشمنوں نے اشتعال دلانے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہ دیا لیکن آپ نے بھی حلم وبردباری کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ آپ پر حملہ ہوا اور آپ ہی کی خاطر آپ کے ایک جاں نثار رفیق تحریک کو حرم کعبہ میں شہید کر دیا گیا۔ لیکن آپ نے کوئی انتقامی کاروائی نہ کی حتیٰ کہ احتجاج تک نہ کیا۔

بسا اوقات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے میں کانٹے بچھائے جاتے تاکہ رات کے اندھیرے میں آپ کے پاؤں زخمی ہوں۔ گھر کے دروازے پر غلاظتیں پھینکی جاتیں تاکہ صحت وجمعیت خاطر میں خلل پیدا ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر فرمایا کرتے کہ فرزندان عبد مناف! حق ہمسائیگی خوب ادا کرتے ہو۔

ابن عمرو بن العاص کا چشم دید بیان ہے کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے عقبہ بن ابی معیط آیا اس نے اپنی چادر کو بیٹ دے کر رسی جیسا بنایا اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں گئے تو چادر کو حضور کی گردن میں ڈال دیا اور پیچ در پیچ دینے شروع کئے۔ گردن مبارک بہت بھنچ گئی تھی تاہم حضور اسی اطمینان سے سجدہ میں [illegible] تھے اتنے میں ابوبکر صدیق آ گئے انہوں نے دھکے دے کر عقبہ کو ہٹایا اور زبان سے آیت پڑھ کر سنائی جس کا ترجمہ یہ ہے: کیا تم ایک بزرگ آدمی کو مارتے ہو اور صرف اس جرم میں کہ وہ اللہ کو اپنا پروردگار کہتا ہے اور تمہارے پاس اپنی روشن دلائل بھی لے کر آیا ہے۔ چند شریر ابوبکر صدیق سے لپٹ گئے اور ان کو بھی زدوکوب کیا۔

ایک دوسری دفعہ کا ذکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں نماز پڑھنے لگے۔ قریش بھی صحن کعبہ میں جا بیٹھے۔ ابوجہل بولا کہ آج شہر میں فلاں جگہ اونٹ ذبح ہوا ہے اوجھڑی پڑی ہوئی ہے کوئی جائے اٹھا لائے اور اس (نبی) کے اوپر دھر دے۔ شقی عقبہ اٹھا۔ نجاست بھری اوجھڑی اٹھا لایا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں گئے تو پشت مبارک پر رکھ دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو رب العزت کی جانب متوجہ تھے کچھ خبر نہ ہوئی۔ کفار ہنسی کے مارے لوٹے جاتے تھے اور ایک دوسرے پر گرے جاتے تھے۔ ابن مسعود صحابی بھی موجود تھے کافروں کا ہجوم دیکھ کر ان کا حوصلہ نہ پڑا مگر معصوم سیدہ فاطمہ زہرا رض آ گئیں انہوں نے باپ کی پشت سے اوجھڑی کو پرے پھینک دیا اور ان سنگدل لوگوں کو سخت سست بھی کہا۔

قریش مکہ کی طرف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو جور وستم ہو رہے تھے اسے ہنوز ناکافی سمجھا اس لیے بجائے متفرق کوششوں کے باقاعدہ کمیٹیاں بنائی گئیں۔

ایک کمیٹی بنائی گئی جس کا میر مجلس ابولہب تھا اور مکہ کے پچیس ۲۵ سردار اس کے ممبر تھے اس کمیٹی نے یہ قرارداد پاس کی۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہر طریقہ سے دق کیا جائے بات بات میں ان کی ہنسی اڑائی جائے تمسخر اور ایذا سے انہیں سخت تکلیف دی جائے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بچا کھچے والوں کو انتہا درجہ کی تکالیف کا شکار کیا جائے۔

دشمنان اسلام میں ابوجہل آپ کی مخالفت و دشنام طرازی میں آگے آگے رہتا تھا نبوت کے چھٹے برس کا ذکر ہے کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کوہ صفا پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ابوجہل وہاں پہنچ گیا اس نے آپ کے سامنے آپ کی تضحیک و دشنام طرازی کی۔ چلتے گالیاں دیں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی باتیں سن کر چپ رہے تو اس نے ایک پتھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر پھینک مارا جس سے خون چلنے لگا۔ اتفاق سے اس کی خبر حضرت حمزہ رض کو ہوئی جو آپ کے چچا اور رضاعی بھائی تھے دونوں نے ثویبہ کا دودھ پیا تھا حضرت حمزہ رض کو آپ سے بہت محبت تھی ابوجہل کے تشدد اور آپ کے حلم ومظلومیت یعنی عدم تشدد کا ان پر اتنا اثر شدید ہوا کہ وہ سیدھے ابوجہل کے پاس گئے جو اس وقت حرم کعبہ میں تھا حضرت حمزہ رض نے دیکھتے ہی اس کے سر پر اتنے زور سے کمان ماری کہ اسے زخمی کر دیا طائف میں طائف کے سرداروں نے اوباش لونڈوں کو آپ کے پیچھے لگا دیا جو انسانیت وصداقت اور خدا کی محبت میں سرمست دنیا کے عظیم ترین انسان پر آوازیں کستے چیختے دشنام طرازی کرتے اور آپ کے پاؤں پر سنگریزے اور روڑے وغیرہ مارتے۔ آپ کے پاؤں لہولہان ہو۔

ہم مسلمان کے گھر پیدا ہوئے۔ اسلام بیٹھے بٹھائے ہمیں مل گیا ہے۔ رکھ لیا اک اچھا سا نام اور مسلمان ہو گئے۔ اسلام کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بے انتہا تکلیفیں اٹھائیں لیکن آج مسلمان مغربی تہذیب اپنا کر ہندوؤں کی رسمیں اپنا کر اتراتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکالیف کا اسے احساس نہیں۔

حضرت مولانا

قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری

مولانا ابوشمیم عبداللہ خلیل کراچی

تعارف

محمد سلیمان نام، سلمانؔ تخلص اور قاضی لقب ہے۔ منصور پوری نسبت ہے۔ منصور پور آبائی علاقہ ہے جو پنجاب ہند میں واقع ہے۔ آپ کے والد محترم کا اسم گرامی مولانا قاضی احمد شاہ (المتوفی ۱۸ محرم ۱۳۲۸ھ) ہے۔

تعلیم و تربیت

آپ کے والد محترم جید عالم اور قاضی تھے اس لیے آپ کی تعلیم کی طرف خصوصی توجہ دی جس کی بناپر موصوف قدیم و جدید تمام علوم کے ماہر بن گئے۔ صوبہ بہار میں تعلیم حاصل کی۔

حسن صورت و سیرت

قاضی صاحب مرحوم بلند قامت، وجیہ گھنی داڑھی، خوش رو، خوش لباس، پاکیزہ سیرت اور ملنسار تھے سفید پگڑی باندھتے تھے۔ دین کے داعی و مبلغ تھے دین اسلام کا جذبہ بالخصوص رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت آپ کے قلب میں کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔

علمی و ادبی مقام

مولانا مرحوم انگریز کے دور میں سول مجسٹریٹ کے عہدہ پر تعینات تھے اس معروفیت کے باوجود ان کے علمی و ادبی کارنامے اس قدر زیادہ ہیں کہ انہیں دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔

قاضی صاحب مرحوم عالم بھی تھے مبلغ بھی، سیرت نگار بھی تھے مورخ بھی، محقق بھی، نقاد بھی، ادیب بھی تھے، شاعر بھی، مقرر و خطیب بھی تھے۔ مناظر و علامہ بھی، صوفی منش بھی تھے مجاہدہ و داعی بھی، غرضیکہ جملہ اوصاف سے متصف تھے

جدید و قدیم تقریباً جملہ علوم پر حاوی تھے۔ تورات و انجیل کے بڑے عالم و نقاد تھے۔ سید سلیمان ندوی مرحوم لکھتے ہیں۔

"وہ علم و عمل، زہد و کمال اور فضل و ورع دونوں کے جامع تھے، روشن دل اور دماغ تھے، ان کے جدید و قدیم دونوں خیالات حد اعتدال پر تھے۔ عربی زبان اور علوم دین کے متبحر عالم تھے تورات و انجیل پر فاضلانہ نگاہ رکھتے تھے غیر مسلموں سے مناظرہ کے شائق تھے مگر ان کے مناظرہ کا طرز سنجیدگی متانت اور عالمانہ وقار کے ساتھ تھا۔ مسلکاً اہل حدیث تھے مگر اماموں اور مجتہدوں کی دل سے عزت اور ان کی محنت اور جانفشانیوں کی پوری قدر کرتے تھے"

(یاد رفتگاں ص ۱۰۶۔ معارف جولائی ۱۹۳۰ء)

قاضی صاحب مرحوم علامہ سید سلیمان ندوی مرحوم کے ہم نام و رفیق خاص تھے سید صاحب کی طرح موصوف بھی ندوۃ العلماء کے ممبر تھے جب دونوں کے مابین رفاقت قائم ہوئی تو باہمی الفت و مودت کا سلسلہ بڑھتا ہی گیا یہاں تک کہ:۔

"جب مل جاتے دیر تک ہم ذوقی کا لطف قائم رہتا، سیرت جدید مناظرات و کلام اور محاسن اسلام کے مختلف پہلوؤں پر گفتگو رہتی اور اس لطف میں تھوڑی دیر کے لیے ہر چیز فراموش ہوجاتی" (ایضاً)

بیسویں صدی کے آغاز میں چار اجل علماء محمد سلیمان کے نام سے مشہور تھے اور یہ چاروں اپنی اپنی جگہ پر چوٹی کے عالم اور علم و فضل کا درخشندہ ستارہ تھے یہ سلیمانوں کی رباعی مندرجہ ذیل تھی:۔

قاضی محمد سلیمان سلمانؔ منصور پوری۔ حضرت مولانا شاہ محمد سلیمان صاحب پھلواری، مولانا محمد سلیمان اشرف بہاری اور علامہ سید سلیمان ندوی رحمہم اللہ۔

ان میں سے سید صاحب نے سب سے آخر میں داعی اجل کو لبیک کہا باقی تینوں پہلے ہی داغ مفارقت دے گئے تھے مولانا محمد سلیمان اشرف بہاری المتوفی ۱۹۳۹ء کی وفات پر سید صاحب مرحوم نے لکھا۔

"چار سلیمانوں کی رباعی قاضی محمد سلیمان صاحب مصنف "رحمۃ للعالمین" کی وفات سے مثلث ہوگئی تھی۔ شاہ سلیمان صاحب پھلواری کی رحلت سے وہ فرد بن گئی اب اخیر اپریل ۱۹۳۹ء مولانا سلیمان اشرف صاحب (استاذ دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) کی موت سے یہ مصرعہ ہوکر رہ گئی ہے دیکھنا یہ ہے کہ یہ مصرعہ بھی زبان پر کب تک رہتا ہے۔

بہت آگے گئے باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں

ادیب و شاعر

قاضی صاحب مرحوم اردو اور فارسی کے عظیم شاعر بھی تھے رحمۃ للعالمین جلد اول کے آخر میں ان کا قصیدہ در نعت مصطفوی اور جلد ثالث میں قصیدہ در حمد باری تعالیٰ ان کے اس فن میں مہارت کا منہ بولتا ثبوت ہیں اردو ادب میں بھی ان کو نمایاں مقام حاصل ہے ان کی جملہ کتب سے ان کی ادبی صلاحیت واضح اور روز روشن کی طرح عیاں ہے۔

حب رسول ﷺ

قاضی صاحب مرحوم کا یہ وصف تمام اوصاف سے نمایاں تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت و شیفتگی انتہائی درجہ تھی، ان کی زندگی اس محبت کا عملی نمونہ تھی سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں:۔

"مرحوم میں روشن خیالی کے ساتھ روشن ضمیری اور دماغی قابلیت کے ساتھ روحانی کیفیت یک جا تھی وہ علم کے محدود اور دل کے صوفی تھے، صاف ستھرے رہتے تھے تبلیغ کے دلدادہ تھے وہ صلح پسند اور خاکسار تھے، علم کی نمائش خاطر پسند نہ تھی اور ان سب سے بالاتر جو وصف تھا وہ ذات پاک رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شیفتگی و عقیدت تھی"

(مقدمہ رحمۃ للعالمین ص ۸ ج ۳)

داعی و مصلح

موصوف دین اسلام کے عظیم مبلغ و داعی تھے عیسائیوں کے ساتھ مناظرے کرتے تھے۔ لوگوں کو منکرات سے روکتے تھے منشی غلام محمد صاحب مالک اخبار "الوکیل" نے اخبار میں تصاویر شائع کرنا شروع کردیں تو قاضی صاحب نے ان کو اس سے منع

کیا اور کہا اس کے بدلے میں مشاہیر بزرگانِ اسلام کے حالات لکھ کر بھیج دیا کروں گا وہ شائع کیجئے چنانچہ منشی صاحب تیار ہو گئے تصاویر کی اشاعت روک دی، مضامین قاضی صاحب کا سلسلہ جاری رہا۔ یہی مضامین یکجا ہو کر تاریخ المشاہیر کے نام سے شائع ہوئے۔ (دیباچہ تاریخ المشاہیر)

قاضی صاحب موصوف مدد، پٹیالہ ریاست پٹیالہ میں سول جج کے عہدہ پر فائز رہے آخر اس عہدہ سے ریٹائرڈ ہوئے اور پنشن حاصل کی۔ اس ملازمت کے ساتھ ساتھ تبلیغ دین اور مناظروں کے لیے وقت نکالتے تھے اور انسانیت کی فلاح و بہبود کے کام بھی سرانجام دیتے تھے۔

سفرِ حج

دو حج کئے۔ پہلا حج ۱۹۲۱ء میں اور دوسرا حج ۱۹۳۴ء میں۔

تصنیفات

قاضی صاحب نے متعدد کتب لکھیں چند تصنیفات کے نام درج ذیل ہیں۔

۱۔ رحمۃ للعالمین ۳ جلدوں میں۔
۲۔ مہر نبوت۔ سیرت کی کتاب رحمۃ للعالمین سے پہلے لکھی۔
۳۔ سبیل الرشاد۔ (سفرنامہ حجاز) ۱۹۲۱ء میں پہلا حج کیا اس کی مکمل روئیداد۔
۴۔ غایۃ المرام۔
۵۔ معراج المومنین۔
۶۔ الجمال والکمال۔ سورہ یوسف تفسیر نہایت عمدہ و مفید۔
۷۔ برہان۔
۸۔ ایک عرض۔
۹۔ تائید الاسلام۔
۱۰۔ کیا اسلام بزور شمشیر پھیلا؟
۱۱۔ استقامت۔
۱۲۔ انجیلوں میں خدا کا بیٹا۔
۱۳۔ والصلوٰۃ والسلام۔

باقی صفحہ ۲۶ پر

ہائیکورٹ کے مرزائیوں سے سات سوالات کا

تاریخی جواب الجواب۔

از قلم مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے بعد چیف جسٹس پنجاب ہائیکورٹ مسٹر منیر اور ان کے ایک ساتھی جج مسٹر ایم آر کیانی کو اس سارے معاملہ کی تحقیقات پر متعین کیا گیا۔ اس مقدس تحریک کا نام اس وقت کی مرزائی نواز حکومت نے فسادات پنجاب ۱۹۵۳ء رکھا۔ اور عدالت کا نام منیر انکوائری کمیشن رکھا گیا۔ اس عدالت نے آٹھ نو ماہ تک انکوائری کو شیطان کی آنت کی طرح لمبا کیا اور جب ملک کے حالات پر سکون ہو گئے تو ایک لمبی ترنگی رپورٹ شائع کر دی اس عدالت نے مرزائیوں سے سات سوالات دریافت کئے تھے۔ مرزائیوں نے اپنے روایتی دجل سے ان کا جواب بھی دجل آمیز عبارتوں میں دیا۔ جس میں مغالطے دینے کی کوشش کی گئی تھی۔ مرزائیوں کی کتاب الحیل اور تاویل تو مشہور ہے ان حیلوں اور تاویلوں اور دجل و فریب سے انہوں نے جوابات دے کر عدالت کے اندر مواخذہ سے بچنے کی کوشش کی۔ جس پر اسلام کی رو سے ان مرتدوں کا مقام متعین ہو سکتا تھا۔ اس سے بچنے کی ناکام کوشش کی گئی۔ مولانا محمد علی جالندھری نے ان سوالات کے جواب الجواب میں درج ذیل رسالہ تحریر کیا اور اسے عدالت میں داخل کیا گیا۔ ہم نئی نسل کو فتنہ قادیانیت کی فتنہ سامانیوں سے آگاہ کرنے کے لئے اس عظیم مناظر اسلام، قاطع قادیانیت، پاسبان ناموس رسالت کی ذیشان تحریر کو دوبارہ شائع کرنے کا اعزاز حاصل کر رہے ہیں۔ تاکہ قارئین ان کی اس تحریر سے ان کی ذہانت، فطانت اور قوت استدلال سے آگاہ ہو کر ان کی عظمت اور ان کی شخصیت کا اندازہ لگا سکیں۔

قیمت دس روپے بعمہ ڈاک خرچہ

ملنے کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان فون ۷۸ ۴۰۹

ایک انگریز کا قبولِ اسلام

ایک نومسلم انگریز جسے قادیانی بنانے کی بھرپور کوشش کی گئی

قادیانی مبلغوں نے اسے گھیر لیا اور دلائل سے قائل کرنے کی کوشش کی گئی لیکن وہ اسے مرزا قادیانی کی نبوت کا قائل نہ کر سکے۔

کرنل عبدالرحمٰن طیبس کا پیدائشی نام ایلبرٹ ویلفریڈ طیبس تھا جب اس نے اسلام قبول کیا تو اس کا نام عبدالرحمٰن رکھا گیا۔ اسے آر طیبس برٹش آرمی میں میجر کے عہدے پر تعینات تھا اور اس کی برٹش یونٹ کو دو سال کے لیے ہندوستان بھیجا گیا۔ یہ یونٹ امرتسر چھاؤنی میں رکھی گئی۔ ۱۳ اپریل ۱۹۱۹ء کو امرتسر کے جلیانوالہ باغ میں آل انڈیا نیشنل کانگریس اور تحریک خلافت کا مشترکہ جلسہ منعقد ہونا قرار پایا تھا کہ ہندوستان کی دو قومیں ایک ہی پلیٹ فارم سے حکومت برطانیہ کے خلاف اپنے جذبات کا اظہار کریں اور متفقہ ریزولیشن پاس کریں کہ حکومت سے ہر طرح کا بائیکاٹ کیا جائے اور علم بغاوت بلند کیا جائے۔ جب اس بات کی اطلاع گورنر پنجاب سر مائیکل اوڈوائر کو پہنچی تو اس نے لاہور ڈویژن کے جنرل آفیسر کمانڈنگ جنرل ڈائر کو حکم دیا کہ یہ جلسہ ہرگز نہ ہونے پائے اور جو لوگ جلسے میں شامل ہوں ان پر فائر کھول دیا جائے تاکہ ہندوستانیوں کو آئندہ اس قسم کی کبھی جرأت نہ ہو سکے۔ اس سلسلہ میں امرتسر چھاؤنی میں مقیم برٹش یونٹ کی ایک بٹالین کی کمپنی کا تعین کیا گیا۔ اس کا کمانڈر اسے آر طیبس مقرر ہوا۔ اسے مکمل ہدایات جاری کی گئیں جب کمپنی جلیانوالہ باغ پہنچی تو جلسہ شروع ہو چکا تھا اور حکومت کے خلاف نعرے بلند ہو رہے تھے لوگ بڑے مشتعل ہو رہے تھے جلیانوالہ باغ کے گرد و نواح میں رہائشی مکان تھے کمپنی کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہر حصے نے مختلف سمت کے مکانوں کی چھتوں پر فائر کھول دیا۔

برطانوی حکومت کا یہ بربریت عمل تھا اس المیے کی خبر جنگل کی آگ کی طرح سارے برصغیر ہند میں پھیل گئی اس کا ردعمل یہ ہوا کہ جہاں کہیں بھی کوئی انگریز نظر آیا اسے موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا۔ مردوں کے علاوہ انگریز عورتوں اور بچوں کو سر بازار ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ بینکوں، ڈاک خانوں اور سرکاری عمارتوں کو آگ لگا دی گئی ریل کی پٹریاں اکھاڑ پھینکیں۔ گوجرانوالہ کا ریلوے اسٹیشن مکمل طور پر جلا دیا۔ حکومت کو کسی ہندوستانی پر اعتماد نہ رہا دوسرے روز ضلع امرتسر کے علاوہ لاہور، گوجرانوالہ میں مارشل لاء نافذ کر دیا گیا۔ تشدد کی ایسی تباہی کی خبر جب انگلینڈ پہنچی تو جنرل ڈائر کو فوراً واپس طلب کر لیا گیا میجر طیبس نے اس موقع پر فائر کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ لہٰذا میجر طیبس کو حکم عدولی کی سزا کے طور پر میجر کے رینک سے تنزل کر کے واپس انگلینڈ بھیجا گیا اور وہاں دوسری برٹش یونٹ میں تبدیل کر دیا گیا۔ پورے نو سال کے بعد اسے ترقی دوبارہ دے کر میجر بنایا گیا اور چند ماہ کے بعد اس کی نئی یونٹ کو ہندوستان بھیجا گیا یہ برٹش یونٹ اٹک کے قلعے میں تعینات کی گئی۔

جون کا مہینہ تھا ویسے بھی یہ مہینہ شدید گرمی کا ہوتا ہے پھر خاص کر قلعہ اٹک جو خشک پہاڑیوں سے گھرا ہوا تھا وہاں کا ٹمپریچر تو ۱۲۰ ڈگری ہو جاتا ہے ایک روز کا واقعہ ہے میجر طیبس اپنے دفتر میں بیٹھا کام کر رہا تھا دوپہر کے دو بجے ہوں گے کیا دیکھتا ہے کہ سامنے والے پریڈ گراؤنڈ میں ایک انڈین سپاہی کو سزا کے طور پر گراؤنڈ کے گرد دوڑایا جا رہا ہے اس کی پیٹھ پر اینٹوں سے بھرا ہوا پٹھو بندھا ہے اور اس تپتی دوپہر میں اسے کولہو کے بیل کی طرح دوڑایا جا رہا ہے اگر بے چارہ رفتار میں تھوڑی سستی کرتا ہے تو پیچھے سے سکھ سنتری اسے کوڑا مارتا ہے تاکہ وہ پوری رفتار سے دوڑے۔

یہ سلسلہ پورے ایک گھنٹے تک جاری رہا میجر طیبس اس سزا یافتہ سپاہی کی ہمت پر حیران ہو رہا تھا جب گھڑی نے تین بجائے تو سکھ سنتری نے اسے ٹھہر جانے کو کہا اور صرف بیس منٹ آرام کرنے کی اجازت دی میجر طیبس اپنا کام چھوڑ کر یہی نظارہ دیکھتا رہا جونہی سزا یافتہ سپاہی کو چھٹی ملی وہ بڑی تیزی سے پانی کے نل پر پہنچا پہلے ہاتھ دھوئے پھر تین دفعہ منہ میں پانی ڈال کر کلی کی اور پھر پانی باہر پھینک دیا لیکن ایک گھونٹ بھی اس نے حلق سے نیچے نہ گزرنے دیا اس کے بعد چہرہ اور کہنیاں دھوئیں پھر پاؤں دھوئے اور آگ کی طرح جلتی زمین پر قبلہ رو کھڑا ہو کر عبادت میں کھڑا ہو گیا ابھی اس نے نماز ادا نہ کی تھی کہ سکھ سنتری موت کے فرشتے کی طرح اس کے سر پر آ نازل ہوا اور پھر پہلے کی طرح دوڑانا شروع کر دیا میجر طیبس کی حیرت کی انتہا نہ رہی وہ اپنے دفتر سے اٹھ کر انڈین یونٹ کے دفتر پہنچا اور اپنے ہم عہدہ میجر سے دریافت کیا کہ سامنے پریڈ گراؤنڈ میں اس کی یونٹ کے ایک سپاہی کو سزا دی جا رہی ہے کیا اس نے کوئی بڑا جرم کیا ہے؟ اس کی جلد بھی صد آفرین کے قابل ہے کہ اس نے شدید گرمی میں بھی اس نے ایک گھونٹ پانی نہ پیا۔ یہ تو کوئی سپر انسان ہے۔ اس نے سفارش کی۔ اب اس کی سزا معاف کر دی جائے اور اسے یہاں دفتر میں بلوایا جائے تاکہ میجر طیبس اس سے چند باتیں دریافت کرے۔ لہٰذا اس سپاہی کو فوراً طلب کیا گیا اور پوچھا کہ اسے کس جرم میں سزا ملی ہے اس نے بتلایا کہ وہ صبح پی ٹی میں دو تین منٹ دیر سے پہنچا تھا اس کی کمپنی کا کمانڈر ایک سکھ کیپٹن ہے جو بڑا متعصب ہے اور مسلمان سپاہیوں کو معمولی قصور پر شدید سزا دیتا ہے۔

میجر طیبس نے دوسرا سوال کیا کہ کیا اس قیامت خیز گرمی میں اسے پیاس محسوس نہ ہوئی کہ اتنی زبردست ورزش کے بعد اس نے منہ میں پانی ڈال کر صرف کلی کر دی؟ سپاہی نے جواب دیا کہ جناب میں انسان ہوں اور میں نے پیاس کی شدت صرف اس لیے برداشت کی کہ میں نے روزہ رکھا ہوا ہے اس کے بعد سپاہی نے تفصیل کے ساتھ روزہ کا فلسفہ بیان کیا کہ یہ رمضان کا مہینہ ہے

اور روزہ اسلام کے ارکان میں تیسرا رکن ہے اس ماہ میں ہر بالغ تندرست مسلمان کو صبح سے شام تک کھانا پینا منع ہے میجر بلیس نے سوال کیا کہ جب تمہیں کوئی دیکھ نہ رہا ہو تو کلی کے بہانے ایک گھونٹ پانی پی سکتے تھے۔ سپاہی نے جواب دیا یہ درست ہے میں ایسا کر سکتا تھا اور کوئی مجھے روک بھی نہ سکتا تھا مگر میرا خدا تو مجھے دیکھ رہا تھا جس کے حکم پر میں نے روزہ رکھا تھا۔ میرے لیے جان دے دینا کوئی بڑی بات نہیں لیکن خدائے وحدہٗ لاشریک کی حکم عدولی کرنا ناممکن ہے مسلمان کا شیوہ ہے کہ عمر بھر اسلام کے پانچ رکنوں پر مستعدی سے عمل کرے

میجر بلیس نے اس سے تیسرا اور آخری سوال کیا کہ جاؤ جب تمہیں تین منٹ کا وقفہ آرام کرنے کا ملا تو تھوڑی دیر کے لیے کسی سائے میں سستا لیتے تاکہ تازہ دم ہو جاتے۔

سپاہی نے جواب دیا" اسلام کا اہم ترین رکن نماز ہے اگر میں یہ چند منٹ آرام کرنے سائے میں چلا جاتا تو وقت اتنا کم تھا کہ میری نماز قضا ہو جاتی میں نے اس لیے آرام کرنے پر نماز کا فرض پورا کرنا زیادہ اہم سمجھا"

اس ساری بات چیت کے بعد میجر بلیس کی سفارش پر سپاہی کی بقایا سزا معاف کر دی گئی لیکن سپاہی کی یہ ساری باتیں سننے سے میجر بلیس پر عجیب قسم کی کیفیت طاری ہو گئی وہ واپس اپنے بنگلے پر پہنچا دوپہر کا کھانا بھی بھول گیا مذہب اسلام کے فلسفے پر سوچتا رہا، آہستہ آہستہ اس نے شام کو کلب جانا بھی چھوڑ دیا اپنی فوجی ڈیوٹی میں دلچسپی لینی چھوڑ دی بالکل خاموش رہتا۔ اور علیحدگی اختیار کر لی اس کے آفیسر حیران تھے کہ میجر بلیس کو کیا ہو گیا ہے ہر وقت گہرے خیالات میں مستغرق رہتا ہے۔ ایک ہفتہ بعد اس نے دو ماہ کی رخصت لی اور راولپنڈی پہنچا۔ وہاں اس نے تمام کتب فروشوں کی دکانیں چھان ماریں جہاں جہاں سے کوئی کتاب اسلام پر انگریزی زبان میں ملی خرید لی۔ درجنوں کتابیں اور قرآن مجید کے چند پارے جو انگریزی میں ترجمہ ہو چکے تھے لے کر واپس اٹک قلعہ پہنچا اور صبح شام ان کتابوں کا مطالعہ شروع کر دیا۔ ایک ماہ بعد اسے اسلام کے متعلق بہت کچھ معلوم ہو گیا اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ جتنی جلدی اسلام قبول کرے بہتر ہو گا اس نے سوچا زندگی کا کیا بھروسہ کس وقت موت آ جائے حلقہ اسلام میں داخل ہو کر وہ اپنے گذشتہ گناہوں کی تلافی چاہتا تھا اور عمر کا بقیہ حصہ اسلام کی تعلیم اور اس کی تبلیغ کرنے میں گذارنے کا خواہش مند تھا ایک روز جمعہ کے دن جب قلعے کی مسجد میں اذان ہوئی تو میجر بلیس نہا دھو کر مسجد میں پہنچا امام مسجد نے ابھی خطبہ شروع نہیں کیا تھا۔ نمازی مسجد میں جمع ہو رہے تھے میجر بلیس سیدھا پہلی صف میں جا پہنچا اور امام سے مؤدبانہ التجا کی کہ مجھے حلقہ اسلام میں داخل کرو مجھے یقین ہو چکا ہے کہ اسلام ہی ایک ایسا دین ہے جو سچا ہے اور اس کے پیروکار اپنے دین پر پوری طرح عمل پیرا ہیں۔ اپنے اصولوں کے لیے جان کی قربانی دینا ان کے نزدیک کوئی بڑی بات نہیں۔ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے

امام صاحب اور سب حاضرین برٹش یونٹ کے اس میجر کے یہ الفاظ سن کر دنگ تھے امام صاحب شش و پنج میں پڑ گئے کہ اگر انہوں نے اس انگریز آفیسر کو مشرف بہ اسلام کیا تو خدا جانے انگریز افسر انہیں کیا سزا دیں گے کیونکہ انگریز کا راج تھا اور انڈین آرمی کے ملازم تھے ایسا کرنا ان کے لیے اپنی ملازمت سے ہاتھ دھونے کے مترادف تھا۔ بلکہ انہیں اور سزا بھی دی جا سکتی تھی امام صاحب اپنے مستقبل کے بارے میں سوچ رہے تھے کہ ان پر کیا گذرے گی غرض کچھ دیر کو ان پر سکتے کا عالم طاری رہا اور وہ خاموش کھڑے میجر بلیس کی صورت تکتے رہے لیکن حاضرین کی طرف سے پُرزور مطالبہ کیا گیا کہ امام صاحب میجر کو کلمہ طیبہ پڑھائیں اور مسلمان کریں اگر حکومت کی طرف سے امام صاحب پر کوئی مصیبت نازل ہوئی تو تمام مسلمان فوج ان کے ساتھ ہے اور وہ حکمرانوں کے خلاف کھلی بغاوت کر دیں گے کیوں کہ مسلمان کا یہ فریضہ ہے کہ اگر کوئی غیر مسلم اسلام قبول کرنے کا خواہاں ہے تو کسی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے وہ اسے حلقہ اسلام میں داخل کرے لہٰذا امام صاحب نے میجر بلیس کو کلمہ پڑھا کر دائرہ اسلام میں داخل کیا مسجد سے نعرہ تکبیر بلند ہوا خوشی سے سب نے میجر بلیس کے ہاتھ چومے اور اسے باری باری گلے لگایا، نماز کے بعد یہ خبر پورے قلعے میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ یہ کوئی معمولی واقعہ نہ تھا۔ تھوڑی دیر میں برٹش کیمپ میں یہ خبر پہنچ گئی۔ میجر بلیس کو سب کے سامنے کھڑا کیا گیا۔ اس کی پیٹی اور بیجز آف رینک اتار کر اسے بنگلے میں نظر بند کر دیا گیا ایسا کرنے سے میجر بلیس کو بجائے پریشانی کے بڑی خوشی ہوئی اور نہایت خندہ پیشانی سے اس بے عزتی کو قبول کیا دوسرے روز اس کا کورٹ مارشل ہوا اور مذہب کی تبدیلی کے جرم میں اسے ملازمت سے برطرف کر دیا گیا اس کا سارا سامان بحق سرکار ضبط کر لیا گیا بینک بیلنس منجمد کر دیا گیا اور گارڈ کی سپردگی میں اسے لاہور پہنچا دیا گیا اس کی جیب میں صرف دو تین سو روپیہ تھا اور تن پر تین کپڑے کسمپرسی کی حالت میں لاہور ریلوے اسٹیشن سے باہر آیا کچھ نہیں جانتا تھا کہ کہاں جائے لاہور میں کوئی واقف کار بھی نہ تھا اسٹیشن کے نزدیک برگنزا ہوٹل پہنچا اور کمرہ بک کرایا اور کئی روز تک کمرے کے اندر بند رہا۔ کھانے کے وقت ڈائننگ ہال میں جا کر کونے والی میز پر اکیلا بیٹھتا اور کھانے کے بعد سیدھا اپنے کمرے میں چلا جاتا۔ اسے زیادہ افسوس اس بات کا تھا کہ اس کی تمام کتابیں بھی ضبط کر لی گئیں تھیں۔

ایک روز میجر بلیس کونے والی میز پر علیحدہ بیٹھا کھانا کھا رہا تھا۔ اس روز ہوٹل میں کوئی تقریب تھی اور خاصے لوگ جمع تھے سب کی نگاہیں میجر پر لگی ہوئی تھیں۔ کھانے کے بعد جب وہ ہال سے باہر جانے لگا تو ایک شریف آدمی نے اس سے پوچھ ہی لیا۔ آپ کہاں سے آئے ہیں اور کس ملک کے باشندے ہیں۔ میجر بلیس نے اپنا تھوڑا سا تعارف کرایا ایک دوسرے سے واقفیت ہو گئی اس نے میجر بلیس کی امداد کا وعدہ کیا کہ وہ اسے ایک اسلامی ادارے سے روشناس کرائے گا وہ ادارہ نہ صرف ہر قسم کی امداد کرے گا بلکہ اس کے لیے ذریعہ معاش کا بندوبست بھی کرے گا۔ اور لاہور کی مسلم جنتری سے متعارف کرائے گا اس شخص کی ہمدردانہ گفتگو سے میجر کو تسلی ہوئی اور دوسرے روز وہ اسے ایک خاص فرقے کے دفتر میں لے گیا وہاں مذہب اسلام پر تبادلہ خیال ہوتا رہا اب روزانہ میجر صبح سویرے وہاں پہنچ جاتا اور ان کی لائبریری میں کتب کا مطالعہ کرتا۔ اسے پہلے تو بڑی خوشی ہوئی کہ قدرت نے ایک تبلیغی ادارے سے منسلک کر دیا جہاں وہ اسلامی فلسفے پر تبادلہ خیال کر سکے گا۔ ایک روز لائبریری میں بیٹھا کتب کا مطالعہ کر رہا تھا کہ اس کی نظر ایک رسالے پر پڑی اس نے پڑھنا شروع کیا جس میں مرزا قادیانی کی نبوت کا ذکر تھا اور اس کی پیش گوئیوں پر بحث کی گئی تھی میجر کو بڑی حیرانی ہوئی کہ اس کو کچھ اور اسلام اور پیغمبر اسلام کے بارے بتلایا گیا، مرزا غلام احمد قادیانی اس کی نفی کرتا ہے اور سرور کائنات کو آخری نبی ماننے کے بعد یہ شخص اپنے آپ کو بھی نبی کہتا ہے یہ بات میجر بلیس کی سمجھ سے بالا تھی اس نے اس کے متعلق لائبریری کے انچارج سے وضاحت چاہی وہ خود عالم نہ تھا، میجر کو مطمئن نہ کر سکا۔ دوسرے روز جمعہ تھا وہ میجر کو قادیانیوں کی عبادت گاہ میں لے گیا

باقی ص ۲۶ پر

قادیانیوں کے صد سالہ جشن پر پابندی کے خلاف رٹ درخواست مسترد

امت مسلمہ اپنے عقیدے میں کسی ملاوٹ کو پسند نہیں کرتی قادیانی آئین کے تحت خود کو مسلمانوں سے الگ سمجھیں۔ ہائی کورٹ

قادیانیوں کے عقائد کی بنیاد ہی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے سے انکار پر ہے۔ ایڈووکیٹ جنرل

روزنامہ نوائے وقت کراچی بتاریخ ۱۸ ستمبر ۱۹۸۹ء کی ایک خبر کے مطابق لاہور ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس خلیل الرحمان خان نے قادیانیوں کے جشن صد سالہ پر پابندی کے خلاف دو قادیانیوں مرزا خورشید اور حکیم خورشید کی رٹ درخواست مسترد کرتے ہوئے قرار دیا ہے کہ عوام کے مفادات اور ان کے تحفظ کے لیے بنائی جانے والی سرکاری پالیسیوں اور عام آدمی کی بہتری کی خاطر قادیانیوں کے جشن صد سالہ پر پابندی عائد کرنا جائز اور درست اقدام تھا فاضل عدالت عالیہ نے ۲۲ صفحات پر مشتمل اپنے فیصلہ میں قرار دیا کہ یہ بات پہلے بھی کہی جا چکی ہے کہ قادیانیوں کی سرگرمیوں اور ان کے عقائد کی تبلیغ کے خلاف عوام میں اس لیے بھی شدید مزاحمت اور ردعمل پایا جاتا ہے کہ امت مسلمہ اپنے عقائد اور ایمان میں کسی ملاوٹ کو پسند نہیں کرتی۔ فاضل عدالت نے قرار دیا کہ مسلم امہ خود کو متحد رکھنا چاہتی ہے اور اس مقصد کے لیے وہ جو لائحہ عمل اختیار کرتی ہے اس سے قادیانیوں کے عقائد اور اعمال کسی طور پر مجروح نہیں ہوتے اس لیے قادیانیوں کی جانب سے دائر کی گئی درخواست بلاجواز ہے فاضل عدالت نے قرار دیا کہ درخواست دہندگان کے وکلا یہ بات ثابت کرنے میں ناکام ہو گئے ہیں کہ قادیانیوں کے جشن صد سالہ پر پابندی سے ان کے عقیدہ کے مطابق عبادت کا حق سلب ہوا ہے۔ فاضل عدالت نے قرار دیا کہ قادیانی اب بھی اقلیت کی حیثیت سے ہندوؤں، پارسیوں اور دیگر مذہبی اقلیتوں کی طرح اپنے عقیدہ کے مطابق عبادت کرنے میں آزاد ہیں لیکن اپنے لیے مشکل صورتحال خود انہوں نے پیدا کی ہے کیوں کہ وہ خود کو مسلمان کہتے ہیں اور شعائر اسلام کو استعمال کرتے ہیں جو اسلام کی بنیاد ہے فاضل عدالت نے قرار دیا کہ اگر قادیانی آئین کے تحت خود کو مسلمانوں سے الگ طبقہ سمجھیں اور مذہبی اقلیت کے طور پر کام کریں تو پھر ان کے لیے کوئی مشکلات پیدا نہیں ہوں گی۔ قادیانیوں کی طرف سے ان کے وکلا [illegible] رحمان، مبشر لطیف اور مجیب الرحمٰن نے دلائل دیتے ہوئے کہا کہ تقریبات پر پابندی آئین کی دفعہ ۱۶، ۱۹ اور ۲۰ کے منافی

اخبارِ ختم نبوت

تھی۔ درخواست کے جواب میں حکومت پنجاب کی طرف سے ایڈووکیٹ جنرل مقبول الٰہی ملک اور اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل نذیر غازی نے دلائل دیئے جبکہ محمد اسماعیل قریشی، ارشاد اللہ خان اور مقصود احمد خان ایڈووکیٹس اپنی طرف سے درخواست کے خلاف پیش ہوئے اسی دوران مولانا منظور احمد چنیوٹی نے بھی ایک تحریری بیان داخل کیا اور ایک مسیحی عبدالناصر گل نے بھی ایک درخواست دے کر فریق کے طور بیان دیا، ایڈووکیٹ جنرل پنجاب مقبول الٰہی نے دلائل دیتے ہوئے کہا کہ قادیانیوں کے صد سالہ جشن پر پابندی بالکل جائز اور حالات کے مطابق تھی۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیوں کے عقائد کی بنیاد ہی سرور کائنات آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے انکار پر ہے یہ مسئلہ بہت نازک ہے اگر کوئی شخص نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ جھوٹا، باطل اور مرتد ہے۔ قادیانیت کی ابتدا ہی اسلام اور مسلمانوں سے متصادم ہے مرزا غلام قادیانی نے کتابوں میں خود کو پیغمبر اسلام ظاہر کیا بلکہ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ بھی کر دیا ان کی تحریروں کی بنا پر پچھلے ایک سو برسوں کے دوران مسلمانوں میں ہمیشہ اشتعال پھیلا رہا اور ان کا قادیانیوں کے ساتھ مسلسل تنازعہ رہا ہے ایڈووکیٹ جنرل نے کہا کہ مرزا غلام قادیانی نے برطانوی حکومت کے زیر سایہ اس مقصد کو پروان چڑھانے کے لیے نبوت کا اعلان کیا تھا کہ امت مسلمہ کی وحدت کو منتشر کیا جائے ایڈووکیٹ جنرل نے کہا کہ قادیانی خود کو مسلمان قرار دیتے ہیں اور بظاہر کلمہ طیبہ بھی دہراتے ہیں مگر خود ان کے مذہب کے بانی مرزا غلام قادیانی کی تحریروں کے مطابق جب وہ "محمد رسول اللہ" کہتے ہیں تو اس سے ان لوگوں کی مراد (نعوذ باللہ) مرزا غلام قادیانی ہوتی ہے انہوں نے کہا کہ قادیانیوں کی سرگرمیاں ہمیشہ مسلمانوں کے لیے اشتعال کا باعث بنتی رہیں۔ انہی حرکتوں کے باعث قیام پاکستان کے فوراً بعد لاہور میں مارشل لاء لگانا پڑا اور ملک بعد میں بار بار ہنگاموں کی نذر ہوتا رہا یہی وجہ ہے کہ ان کے عقائد کی براہ راست یا بالواسطہ طور پر تبلیغ و تشہیر پر پابندی لگانی ضروری ہو گئی تھی۔ ایڈووکیٹ جنرل نے کہا کہ اگر مارچ ۱۹۸۹ء میں صد سالہ جشن پر پابندی عائد نہ کی جاتی تو وسیع پیمانے پر فسادات شروع ہو سکتے تھے۔ مسیحی شہری عبدالناصر گل نے اپنی درخواست میں کہا کہ اگر مرزا غلام نے خود کو مسیح موعود قرار دے کر دنیا بھر کے مسیحیوں کی سخت دل آزاری کی ہے۔ قادیانیوں کو جشن منانے کی اجازت دینے سے مسیحی طبقے مجروح ہو سکتے تھے اور اشتعال اور فساد پھیل سکتا تھا۔

قادیانیوں کے سو سالہ جشن پر پابندی ہائی کورٹ کے فیصلے کا خیر مقدم

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما اور ہفت روزہ ختم نبوت کے ایڈیٹر عبدالرحمٰن یعقوب باوا اور کراچی کے سیکرٹری نشر و اشاعت جناب حضرت مولانا منظور احمد الحسینی نے قادیانیوں کے سو سالہ جشن پر پابندی کے حکم کے خلاف قادیانیوں کی درخواست مسترد کرنے کے بارے میں تاریخ ساز فیصلہ کرنے پر لاہور ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس خلیل الرحمٰن خان کو مبارکباد دی ہے اور حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ امتناع قادیانیت آرڈیننس ۱۹۸۴ء اور ہائی کورٹ کے اس اہم فیصلہ پر مؤثر عمل درآمد کرایا جائے۔ اس سے قبل بھی جتنے بھی فیصلے قادیانیت کے خلاف ہوئے ہیں وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ لیکن یہ فیصلہ جو لاہور ہائی کورٹ نے دیا ہے قادیانیت کے تابوت میں آخری کیل ثابت ہوگا۔ اس کے علاوہ عقیدہ تحفظ ختم نبوۃ کے ساتھ والہانہ عقیدت رکھنے والے تمام مسلمانوں نے جسٹس خلیل الرحمٰن کے اس فیصلے کو سراہا۔

ہندوؤں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں قادیانیوں میں کم فراخدلی پائی جاتی ہے

انہیں ایسے اقدامات نہیں کرنے چاہئیں جس سے دوسروں کی دل آزاری ہو۔

اس کے علاوہ قادیانی فوراً مرنے مارنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ قادیانی اپنے اداروں میں غیر قادیانیوں کو جگہ نہیں دیتے۔ ایم پی بھنڈارا

لندن (نمائندہ جنگ) اقلیتوں کے امور کے سابق وفاقی وزیر اور اقلیتوں کے رہنما مسٹر ایم پی بھنڈارا نے کہا ہے کہ گزشتہ چوالیس برس کے دوران پاکستان میں اقلیتوں کے حالات قدرے بہتر ہوئے ہیں اگرچہ پاکستان میں اقلیتوں کو مکمل آزادی شہری و مذہبی و سیاسی حاصل ہے لیکن ایک اقلیت قادیانیوں کو اس طرح کی مذہبی آزادی حاصل نہیں ہے جو کسی بھی اقلیت کو حاصل ہونی چاہئے۔ لیکن پاکستان میں ہندو مسلم یا مسلم عیسائی فسادات نہیں ہوئے۔ بعض بھارت میں بابری مسجد کے خلاف مہم کے نتیجہ میں اکا دکا واقعات ہوئے تھے۔ مسٹر ایم پی بھنڈارا جو آج کل برطانیہ کے نجی دورہ پر آئے ہوئے ہیں۔ یہاں روزنامہ جنگ کے دفاتر کے دورہ کے دوران انٹرویو دے رہے تھے انہوں نے خاص خدشہ کا اظہار کیا کہ آئندہ تین چار برس تک سندھ میں سندھی نیشنلزم بہت زور پکڑ جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ یہ ایک سیاسی مسئلہ ہے جسے حل کرنے کی ضرورت ہے انہوں نے تسلیم کیا کہ سندھی نیشنلزم میں ہندو کا ایک اہم کردار ہے۔ سندھ میں سندھی مسلمان اور سندھی ہندو ایک ہیں ان میں کوئی اختلاف نہیں ہے وزیر اکاؤنٹی یا خزانچی آج بھی ہندو ہے پاکستان میں اقلیتیں اس لحاظ سے الگ الگ ہیں کہ ان کے درمیان کوئی بات مشترک نہیں ہے ہندوؤں کی اکثریت سندھ میں ہے جبکہ عیسائیوں کی اکثریت پنجاب میں ہے۔ ہندوؤں کے معاملہ کو بھی حل ہونا چاہئے۔ اقلیتوں کی غالب اکثریت کو یہ شکایت ہے کہ انہیں سرکاری ملازمتوں میں ان کا جائز حصہ نہیں دیا جاتا۔ میرٹ کے علاوہ ان کے لیے کوٹہ بھی مقرر کیا جائے اسی طرح تعلیمی اداروں میں بھی انہیں زیادہ سے زیادہ نشستیں دی جائیں۔ سندھ میں محض اپنی قابلیت کی بنا پر میڈیکل کالجوں کے طلبہ کی ۱۵ فیصد تعداد ہندو طلبہ پر مشتمل ہے۔

انہوں نے مطالبہ کیا کہ پاکستان کی بری فوج میں بھی اقلیتوں کو نمائندگی دی جائے تمام مسلح افواج کے افسروں کے کیڈٹ اقلیتوں کو نمائندگی دی جائے۔ مسٹر بھنڈارا نے کہا کہ ان کے ساتھ کبھی امتیازی سلوک نہیں ہوا۔ انہوں نے تسلیم کیا کہ شریعت بل سے اقلیتوں پر کوئی منفی اثرات مرتب نہیں ہوتے انہوں نے کہا کہ شریعت بل تیار اور نافذ کرنے والوں کا تعلقات عامہ شعبہ کمزور ہے۔ حکومت نے یہ بات واضح کرنے کے لیے کہ شریعت بل سے اقلیتیں متاثر نہیں ہوئیں۔ وضاحت یا پروپیگنڈہ نہیں کیا۔ ان کے نزدیک شریعت بل کا مقصد مسلم معاشرہ کی اصلاح کرنا ہے شریعت بل کے تحت تو غیر مسلم پر سزا کا اطلاق نہیں ہوتا۔ مسٹر بھنڈارا نے کہا کہ یہ صحیح ہے کہ قادیانیوں کو مطلوبہ مذہبی آزادی نہیں ہے لیکن انہیں عبادت کرنے سے کوئی نہیں روکتا ہندوؤں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں قادیانیوں میں بہت کم فراخدلی پائی جاتی ہے انہیں ایسے اقدام نہیں کرنے چاہئیں جس سے دوسروں کی دل آزاری ہو اس کے علاوہ قادیانی فوراً مرنے مارنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ یہ اپنے اداروں میں غیر قادیانیوں کو جگہ نہیں دیتے۔ مسٹر بھنڈارا نے کہا کہ اقلیتوں کو ڈبل ووٹ کا حق ہونا چاہئے ایک تو وفاقی امیدوار کو منتخب کرنے کے لیے اور دوسرا اکثریتی امیدوار کے لیے استعمال ہو۔ انہوں نے کہا کہ اگرچہ قومی اسمبلی میں ایک قادیانی رکن بھی ہے لیکن انہوں نے دعویٰ کیا کہ اس وقت قومی اسمبلی پنجاب اسمبلی اور صوبہ سرحد میں قادیانیوں کی نشستوں پر جو رکن ہیں وہ قادیانی نہیں ہیں بلکہ مسلم ہیں وہ تینوں بھائی ہیں انہوں نے کہا کہ پاکستان میں اقلیتوں کو کافی فائدے ہیں۔ مثلاً انہیں زکوٰۃ نہیں دینی پڑتی انہیں شراب پینے کی آزادی ہے پھر عیسائی لوگوں کی ایک بڑی تعداد پرمٹ ہولڈر کی کلاس ہے جو شراب خرید کر کاروبار کرتے ہیں۔ اس طرح یہ عیسائی مالی طور پر کمائی بھی کر لیتے ہیں۔ مسٹر بھنڈارا نے کہا کہ پاکستان کی اقلیتیں پاکستان کی وفادار اور محب وطن ہیں اور ہر قربانی کے لیے کسی دوسرے سے پیچھے نہیں ہیں۔

(جنگ لندن ۲۱/۲۲ ستمبر ۱۹۹۱ء)

علم کی اہمیت

اور

اہلِ علم کی ذمہ داری

محمد وصی اللہ

علم خدائے عزوجل کی ایک وسیع اور عظیم الشان صفت ہے علم کے ذریعہ انسان لغزشوں اور غلطیوں سے روشناس ہوتا ہے۔ اور اعلیٰ کردار کی تعمیر کرنے۔ اور اپنی فطری صلاحیتوں کو جلا بخشنے کے ساتھ ساتھ اعلیٰ ترین انسان بننے کی کوشش کرتا ہے۔ اور پروفیسر رشید احمد صدیقی کے الفاظ میں: ”اعلیٰ اقدار سے اعلیٰ انسان بننے کا عزم و عمل“ پیدا ہوتا ہے عملی حیثیت سے علم انسانی معاشرہ کا جزو لاینفک ہے۔ علامہ ابن خلدون اپنی مشہور و معروف معرکۃ الآراء تصنیف مقدمہ ابن خلدون میں رقم طراز ہیں۔ ”تعلیم و تعلم عمرانِ بشری کے لئے امر طبعی ہے۔“ شرعی حیثیت سے بھی ہر مسلمان کو علم دین کے اس حصہ سے واقف ہونا ضروری ہے۔ جس کے بغیر آدمی نہ صرف فرائض ادا کر سکتا ہے اور نہ حرام چیزوں سے بچ سکتا ہے۔ یہی مطلب اس حدیث کا بھی ہے۔ ”طلب العلم فریضة علی کل مسلم“

وسلمۃ ۔۔

ہر مسلمان مرد اور عورت پر علم دین کا سیکھنا فرض ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے علم کی اہمیت اور اس کی افادیت جگہ جگہ واضح طور پر بیان کی ہے۔ سب سے پہلے قرآن انسان کی عدم واقفیت، اور اس کے جاہل مطلق ہونے کی جانب اشارہ کرتا ہے۔ واللہ اخرجکم من بطون امھاتکم لا تعلمون شیئا وجعل لکم السمع والابصار والافئدۃ لعلکم تشکرون۔ ”اللہ نے تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے تم کو پیدا کیا ایسے حال میں کہ تم کچھ نہ جانتے تھے پھر تم کو کان، آنکھ دل عطا فرمایا تاکہ تم شکر گذار رہو۔“ ذیل کی آیات ملاحظہ فرمائیے۔ مختلف انبیاء کرام کو مختلف علوم کی دولت سے نوازا گیا۔ ”وعلم آدم الاسماء“ ”اللہ نے آدم کو سب نام سکھا دئے۔“ آتینا داؤد وسلیمان علما ”ہم نے داؤد اور سلیمان کو علم دیا۔“ وعلمنہ صنعۃ لبوس لکم ”ہم نے داؤد کو زرہ سازی سکھا دی۔“ وعلمنا منطق الطیر واوتینا من کل شئی ”ہم کو پرندوں کی بولی سکھائی گئی اور ہر شئی سے مجھے عطا کیا گیا۔“ حضرت خضر کی بابت یوں کہا گیا ہے۔ ”علمناہ من لدنا علما“ ”جسے ہم نے اپنے پاس سے علم خاص سکھایا تھا۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دعا کی تعلیم دی گئی۔ ”قل رب زدنی علما“ ”اے رب تو ہمارا علم زیادہ کر۔“ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فضیلت بخشی گئی۔ ”وعلمک ما لم تکن تعلم“ ”اور وہ علوم جو آپ نہ جانتے تھے سکھا دیئے۔“ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعثت کا مقصد ان الفاظ میں بیان کیا ”انما بعثت معلما“ ”میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔“

علم کی اہمیت کا اندازہ اس سے مزید ہو سکتا ہے کہ احادیث کے اکثر مجموعوں میں علم کو پہلے چند ابواب میں جگہ دی گئی ہے چونکہ ایک مسلمان اور مومن کے نزدیک حقیقی علم وہ ہے جس سے معرفت خداوندی اور خشیت الٰہی حاصل ہو۔ یوں تو دینی علوم کے علاوہ بے شمار علوم پائے جاتے ہیں، مثلاً فلسفہ، تاریخ، تذکرہ و سائنس و ریاضیات نیز علم الاشیاء مثلاً طبیعیات و فلکیات وغیرہ لیکن اسے دینی علوم کے حصول کی ترغیب دلائی گئی۔

علم دین کی قدر اسلام میں اس درجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”ایک قبیلہ کی موت کے بنسبت ایک عالم کی موت زیادہ دردناک ہے۔“ رسول خدا کا ارشاد گرامی ہے ”وہ شخص نہیں مرتا جو اپنی زندگی علم کے لئے وقف کر دیتا ہو۔“ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”ہر چیز کا کوئی ستون ہوتا ہے اور دین اسلام کا ستون علم ہے۔“ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے خدا نے بذریعہ وحی فرمایا کہ میں علیم ہوں اور صاحب علم سے محبت کرتا ہوں۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ لڑکوں کو پڑھتے دیکھتے تو فرماتے، شاباش تم حکمت کے سرچشمہ ہو۔ تاریکی میں روشنی ہو تمہارے کپڑے پھٹے پرانے ہوں تو کیا مگر دل تر و تازہ ہیں۔

علم کے حصول کے صحیح حقدار اللہ کے وہی نیک بندے ہیں جنہوں نے علم کو عملی جامہ پہنایا، اور جو احکام الٰہی پر پورے اترتے ہوں۔ اور جو امام شافعیؒ کے اس شعر کو ہمیشہ پیش نظر رکھتے ہوں۔

شکوت الی وکیع سوء حفظی
فارشدنی بترک المعاصی
فان العلم نور من الٰہی
ان العلم لایعطی لعاصی

اور عبداللہ بن مسعودؓ کا ارشاد ہے

لیس العلم بکثرۃ الحدیث ولکن
العلم من کثرۃ الخشیۃ ۔۔۔۔۔۔

بہت سی احادیث یاد کر لینا یا بہت باتیں کرنا کوئی علم نہیں ہے۔ بلکہ علم وہ ہے جس کے ساتھ اللہ کا خوف ہو۔ اور انما العالم من خشی اللہ ”عالم تو صرف وہی ہے جو اللہ سے ڈرے۔“

جہاں ایک طرف علم، اور اہل علم کے بے شمار فضائل و خصوصیات ملتی ہیں وہیں اس کے ناقدروں اور اس کی حق تلفی کرنے والوں سے دل ملول اور آنکھیں اشکبار ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے۔

واتل علیھم نبأ الذی آتیناہ آیاتنا فانسلخ منھا فاتبعہ الشیطن فکان من الغوین ولو شئنا لرفعنہ بھا ولکنہ اخلد الی الارض واتبع ھواہ فمثلہ کمثل الکلب ان تحمل علیہ یلھث او تترکہ یلھث۔

”اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس شخص کا قصہ انہیں سنا دیں جسے ہم نے اپنی نشانیاں یعنی علوم خفیہ اور اسرار عجیبہ تعلیم فرمائی، پھر وہ ان تمام علوم سے خارج ہو گیا اور شیطان نے اس کا پیچھا کیا اور وہ راستے سے بھٹک گیا اور اگر ہم چاہتے تو اسے علم کی برکت سے مراتب عالیہ عطا کرتے۔ اور شیطانی

میرا کام آج ہی کا ہے کل کا کام خدا کا ہے

ماخوذ: سچی کہانیاں

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ امیر سبکتگین (محمود غزنوی کا باپ) نیشاپور میں مقیم تھا، ایک دن کسی عالم حدیث سے ایک حدیث سنی۔ جس کا ترجمہ یہ ہے ”پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کہتا ہے۔ دنیا سے دل نہ لگاؤ۔ تجھے یہاں اس لئے نہیں لایا گیا، اور بہشت سے لاپرواہی نہ کر کہ تجھے اس کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ رات کی نماز پابندی سے پڑھ کہ مومنوں کی فتح اسی میں ہے۔ اور مخلوق سے امید نہ رکھ کہ ان کے ہاتھ میں کوئی چیز نہیں ہے۔“ امیر سبکتگین نے یہ حدیث سنی تو اسے اپنے تمام کاموں کی بنیاد قرار دیا۔ چنانچہ وہ ہمیشہ فتح کی دعا رات کو مانگتا۔ اور اپنی فتوحات کو اسی کا نتیجہ خیال کرتا۔ اس نے اپنے بیٹے محمود کو بھی ان عالم کے پاس بھیجا کہ وہ محمود کو وہی حدیث سنائیں محمود نے حدیث سنی۔ اور باپ کی طرح اس پر عمل کرنا شروع کر دیا۔ ایک رات کا ذکر ہے کہ محمود کا لشکر بلخ کے دروازے پر پڑا تھا۔ اور صبح کو ترکستان کے حکمراں سے مقابلہ تھا۔ محمود آدھی رات کو اٹھا اور غسل کے لئے گرم پانی منگوایا مگر نہ ملا۔ اس رات برفباری ہو رہی تھی۔ برفانی ہوا کے طوفان آ رہے تھے۔ اس کے باوجود اس نے ٹھنڈے پانی سے غسل کیا۔ مصلیٰ بچھا کر عبادت کرنے لگا مصاحبوں نے کہا بھی کہ صبح کو معرکہ درپیش ہے۔ آج کی رات تو آپ کو آرام کرنا چاہئے۔ محمود نے کہا کہ میرا کام آج ہی کا ہے کل کا کام خدا کا ہے، میرا نہیں۔ چنانچہ صبح تک عبادت میں مصروف رہا۔ فجر ہوئی تو اٹھا۔ نماز پڑھی اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی کہ الٰہی! ہم دو فریقوں میں سے جو تیرے بندے کے حق میں بہتر ثابت ہو اسے فتح عنایت کر۔ یہ دعا مانگ کر گھوڑے پر سوار ہوا اور سیدھا لڑائی کے میدان میں آیا۔ اس روز اس کو جو فتح حاصل ہوئی وہ بہت حیرت انگیز تھی۔ (جوامع الحکایات ولوامع الروایات قلمی نسخہ دار المصنفین ذکر توکل اردو ترجمہ جلد دوم ص ۱۰۶-۱۰۷)

وسوسوں سے بچا لیتے مگر وہ تو مال، دنیا، اور خواہش نفس کا بندہ بن گیا ہے اس کی مثال اس کتے کی سی ہے اگر اسے تو ڈانٹے اور دھتکارے تو ہانپے اور چھوڑ دے، اور تعرض نہ کرے تو بھی ہانپے۔ ایک دوسری جگہ یہود کے علماء کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے:

مثل الذین حملوا التوراۃ ثم لم یحملوھا کمثل الحمار الذین یحملون اسفارا۔

جن لوگوں کو تورات پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا پھر انہوں نے اس پر عمل نہیں کیا ان کی حالت اس گدھے کی سی ہے جو بہت سی کتابیں لادے ہوئے ہیں۔ حضرات مفسرین نے فرمایا کہ جو مثال یہود کی دی گئی ہے یہی مثال اس عالم دین کی ہے جو اپنے علم پر عمل نہ کرے۔

علم چنداں کہ بیشتر خوانی — گر عمل در تو نیست نادانی
نہ محقق بود نہ دانشمند — چارپائے برو کتابے چند

ان تفصیلات کے بعد اگر آج بنظر غائر مسلمانوں کے حالات کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ دراصل علم سے عاری اور عزم سے خالی ہونے کی وجہ سے طرح طرح کے مسائل کے شکار ہیں، اور ذلت و خواری کے شکنجوں میں گرفتار ہیں۔ کیوں نہ ہم اپنی قوتوں اور عقل و فہم کی صلاحیتوں کو بروئے کار لاکر بہتر سے بہتر تعلیم حاصل کرنے کے لئے کوشاں ہو جائیں۔ اور ہم اس وقت کا کیوں انتظار کریں کہ ہماری تمام قابلیتیں کند ہو جائیں اور ہم بیک معطل و بیکار عضو سمجھے جائیں۔

اے تماشا گاہ عالم روئے تو — تو کجا بہر تماشہ می روی

بقیہ: دعا کی فضیلت

قرآن اور بالخصوص قرآن ختم کے بعد، بیت اللہ پر نظر پڑنے کے وقت یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ دعا کے قبول ہونے کے لئے آدمی کا ولی ہونا یا متقی ہونا شرط نہیں ہے، اگرچہ اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نیک اور مقبول بندوں کی دعائیں زیادہ قبول ہوتی ہیں۔ لیکن ایسا نہیں ہے کہ عام لوگوں اور گنہگاروں کی دعائیں نہ سنی جاتی ہوں۔ اس لئے کسی خیال پر کرکے دعا نہ چھوڑنی چاہیئے کہ ہم گنہگاروں کی دعاؤں سے کیا ہوگا۔ اللہ رحیم و کریم جس طرح اپنے گنہگار بندوں کو کھلاتا پلاتا ہے اسی طرح ان کی دعائیں بھی سنتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ دعائیں کرنی چاہئیں اور اگر چند دفعہ دعا کرنے سے مقصد حاصل نہ ہو تو مایوس اور ناامید ہو کر دعا نہ چھوڑ دینا چاہیئے۔ کبھی اس کی حکمت کا تقاضا یہی ہوتا ہے کہ دعا دیر سے قبول کی جائے۔ اور بندہ کی بہتری بھی اسی میں ہوتی ہے لیکن بندہ اپنی نادانی کی وجہ سے اس کو جانتا نہیں اس لئے جلد بازی کرتا ہے۔ اور مایوس ہو کر دعا کرنا چھوڑ دیتا ہے

ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دعا ضائع اور بے کار کبھی نہیں جاتی۔ لیکن اس کے قبول ہونے کی صورتیں مختلف ہوتی ہیں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بندہ جس کی دعا کرتا ہے اس کو وہی مل جاتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندہ کو وہ چیز کو وہ چیز دینا بہتر نہیں سمجھتے اس لئے وہ تو ملتی نہیں لیکن اس کے بجائے اس کو اور نعمت دے دی جاتی ہے یا کوئی آنے والی بلا یا مصیبت ٹال دی جاتی ہے یا اس دعا کو اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیا جاتا ہے۔ اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو آخرت کا ذخیرہ بنا دیتا ہے یعنی بندہ جس مقصد کے لئے دعا کرتا ہے وہ تو اللہ تعالیٰ اس دنیا میں اس کو نہیں دیتا اس کی دعا کے بدلے آخرت کا ثواب اس کے لئے لکھ دیا جاتا ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ بعض لوگ جن کی بہت سی دعائیں دنیا میں قبول ہوتا نہیں معلوم ہوتی تھیں، جب آخرت پہنچ کر اپنی دعاؤں کے بدلے میں ملے ہوئے ثواب اور نعمتوں کو پائیں گے تو حسرت سے کہیں گے کہ کاش دنیا میں ہماری کوئی دعا بھی قبول نہ ہوتی اور سب کا بدلہ یہیں ملتا۔ بہرحال اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے والے ہر بندے کو اللہ کی قدرت اور اس کی شان کریمی و رحیمی پر پورا یقین رکھتے ہوئے قبولیت کی پوری امید اور بھروسے کے ساتھ اپنی ہر ضرورت کے لئے خواہ دنیا کی ہو یا دین کی اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیئے اور بالکل یقین رکھنا چاہیئے کہ دعا ہرگز ضائع نہیں جائے گی۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یہ بھی ہدایت فرمائی کہ جس طرح میں اپنے بندوں کی عرض و معروض کو منظور کر لیتا ہوں ان کو بھی چاہیئے کہ میرے احکام کو بجا آوری کے ساتھ قبول کیا کریں اور مجھ پر ایمان و یقین رکھیں یعنی میری قدرت پر بھی اور میرے حاکم اور حکیم ہونے پر بھی اور آگے پھر اس کا نتیجہ بھی بیان فرما دیا کہ اگر ایسا کریں گے تو رشد و فلاح دنیا کی بھی اور آخرت کی بھی حاصل کر سکیں گے۔

دعا کیجئے: حق تعالیٰ ہم کو بھی دعا کی توفیق نصیب فرمائیں اور دعا کے دروازے ہمارے لئے کھول دیں تاکہ ہم ہر حال میں، ہر جگہ، ہر وقت اللہ کو پکارنے والے ہوں، اللہ سے دعا کرنے والے ہوں اور اللہ ہی سے اپنی حاجتیں مانگنے والے ہوں یا اللہ اپنے کرم سے ہماری دعاؤں کو قبول فرما اور اپنی ذات عالی پر ہم کو یقین کامل نصیب فرما۔ اور اپنے احکام کی ہم کو پابندی نصیب فرما۔ آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ہ

بقیہ: انگریز کا قبول اسلام

جہاں اسے قادیانی مبلغوں نے گھیر لیا اور دلائل سے قائل کرنے کی کوشش کی لیکن پیٹر کوئی عام آدمی نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو عقل دی تھی اور اتنے عرصے میں جو کچھ اس نے اسلام اور پیغمبر اسلام کی بابت مطالعہ کیا تھا یقین ہو گیا تھا کہ حضور سرور کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا اور نہ کسی پر وحی نازل ہوگی۔ علماء قادیانی اسے مرزا قادیانی کی نبوت کا قائل نہ کر سکے۔ وہ چاہتا تھا کہ کسی اور عالم سے اس کے متعلق دریافت کرے۔

ایک روز پیٹر نے لاہور سے نکلنے والا ایک مسلم انگریزی اخبار "ایسٹرن ٹائمز" پڑھا جس میں ایک مضمون شائع ہوا تھا۔ اس مضمون کے لکھنے والے علامہ عبداللہ یوسف علی پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور تھے پیٹر جیمس ان کے نام سے بخوبی واقف تھا کیونکہ اس نے علامہ کے عربی سے انگریزی میں ترجمہ کئے ہوئے پہلے چند پارے پڑھے تھے اسے جب یہ معلوم ہوا کہ علامہ اسی لاہور میں مقیم تھے تو اسی روز اخبار کے پتے کے مطابق وہ اسلامیہ کالج پہنچا اور علامہ سے انٹرویو کے لیے وقت مانگا۔ علامہ نے فوراً اندر بلا لیا پیٹر جیمس نے اپنی پوری داستان انہیں سنائی اور علامہ نے اسے تسلی دی اور فرمایا اچھا ہوا کہ میرے پاس آ گئے چند ہی دنوں میں علامہ یوسف علی نے اس کا تعارف علمائے دین سے کرایا جنہوں نے اسے صحیح اسلام کی تعلیم دی علامہ خود بھی عربی پر پورا عبور رکھتے تھے

اور قرآن مجید کا ترجمہ اور تفسیر لکھ رہے تھے۔ میجر طیس نے ان کی صحبت میں رہ کر بڑا علمی فائدہ اٹھایا۔

جوں جوں وقت گزرتا گیا علمائے دین سے اس کی واقفیت کا دائرہ وسیع ہوتا گیا اب وہ لاہور کی مسلم جنرلی میں ایک نمایاں حیثیت سے دیکھا جانے لگا۔ اتنے عرصے میں اس کے پاس جتنا روپیہ تھا وہ سب خرچ ہو چکا تو اسے آئندہ کی فکر لاحق ہوئی اس نے علامہ عبداللہ یوسف علی کو کھلے طور پر بتلایا کہ وہ چاہتا ہے کہ اسے کوئی روزگار مل جائے جس کی آمدنی سے وہ اپنے اخراجات پورے کر سکے۔

علامہ یوسف نے انجمن حمایت اسلام کے اس وقت کے صدر شیخ سر عبدالقادر سے ذکر کیا۔ انہوں نے اس بات کی حامی بھری۔

اسی سال ماہ دسمبر کے آخری ہفتے میں حمایت اسلام انجمن کا سالانہ جلسہ منعقد ہونے والا تھا اور جلسے کی صدارت کے لیے نواب سر صادق محمد خان فرمانروا ریاست بہاولپور کو مدعو کیا گیا تھا۔ شیخ عبدالقادر نے سوچا کہ اب نواب صاحب سے میجر طیس کا تعارف کرایا جائے گا اور ان سے درخواست کی جائے گی کہ وہ اس نومسلم کی امداد کریں یقین ہے کہ نواب صاحب حسب منشا کچھ بندوبست کر دیں گے۔

سر عبدالقادر نے نواب صاحب سے گزارش کی کہ میجر طیس کے ذریعہ معاش کا اگر ریاست انتظام کر سکے تو بڑی بات ہوگی اس طرح ایک تو اسلامی ریاست میں اسلامی معاشرے میں رہ کر اسلام کی اصل روح پہچانے گا اور اس کے ساتھ کسی کا حق رج ہو گا یہ سنتے ہی نواب صاحب بہت خوش ہوئے اور میجر طیس کو مخاطب کر کے کہا کہ کیوں میجر صاحب آپ دوبارہ فوجی زندگی میں واپس جانا پسند کریں گے میں چاہتا ہوں کہ آپ بہاولپور اسٹیٹ فورسز کے میجری کے رینک سے ترقی دے کر لیفٹیننٹ کرنل کے رینک پر تعینات کیا جائے۔

اور یوں میجر طیس قبول اسلام کے بعد کرنل بن گئے اور دنیاوی و اخروی کامرانیوں سے ہم کنار ہوئے۔

بقیہ : سبق آموز واقعہ

نے ان کو بھی وہی دعائیں دیں جو پہلے قافلہ کو دی تھیں اس پر اس قافلے کے لوگوں نے بھی حیرت سے وہ تمام سوالات کیے جو پہلے قافلے کے لوگوں نے کیے تھے اور ان میں ایک شخص نے آگے بڑھ کر کہا کہ بھائی انکار کیوں

کرتے ہو کیا بات ہے۔ آخر کیا تم ہمارے ساتھ مکہ میں نہیں تھے۔ اور مدینہ میں نہیں تھے؟ جب ہم روضۂ اطہر کی زیارت کر کے باب جبرئیل سے باہر آ رہے تھے تو تم نے ازدہام کی کثرت کی وجہ سے یہ تھیلی میرے پاس امانت رکھوائی تھی اور اب میں تمہاری امانت تم کو لوٹاتا ہوں۔ آپ اس تھیلی کو دیکھ کر بہت حیران و پریشان اپنے گھر لوٹے کیونکہ اس سے پہلے کبھی آپ نے اس قسم کی کوئی تھیلی دیکھی نہ تھی اور اس تھیلی کی مہر پر لکھا تھا۔ مَن عاملنا ربح۔ (جو ہم سے معاملہ کرتا ہے۔ نفع کماتا ہے) آپ نے عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر اپنا وظیفہ مکمل کیا اور اس سوچ میں جاگتے رہے کہ آخر یہ کیا قصہ ہے؟ اور پھر آپ کی آنکھ لگ گئی تو آپ نے خواب میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی آپ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا اور آپ کا دست مبارک چوما۔ حضور نے تبسم فرماتے ہوئے سلام کا جواب دیا اور ارشاد فرمایا اے ربیع آخر ہم کتنے گواہ اس پر قائم کریں کہ تو نے حج کیا ہے؟ تو مانتا ہی نہیں۔ سنو بات یہ ہے کہ جب تم نے اس عورت کے ساتھ جو میری اولاد میں سے تھی نیکی کی اور اپنا حج ملتوی کر دیا تو میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ اس کا نعم البدل تم کو عطا فرمائے تو حق تعالیٰ شانہ نے ایک فرشتہ تمہاری شکل و صورت کا بنا کر اس کو حکم فرمایا کہ وہ قیامت تک ہر سال تمہاری طرف سے حج کیا کرے اور دنیا میں تمہیں یہ عوض دیا کہ چھ سو دینار (اشرفیاں) عطا کیں تم اپنی آنکھ کو ٹھنڈی رکھو پھر حضورؐ نے بھی یہی الفاظ ارشاد فرمائے۔ من عاملنا ربح۔ پھر جب ربیع بن سلیمان نیند سے بیدار ہوئے تو تھیلی کو کھول کر دیکھا تو اس میں چھ سو اشرفیاں موجود تھیں۔

بقیہ : آپ کے مسائل

کام نکل آیا۔ فیکٹری میں سوائے الف کے اور کوئی ب کے راز سے واقف نہیں ہے ب کے حج فارم آگئے ہوئے ہیں اب وہ دوران ڈیوٹی ہمارے ساتھ باقاعدہ نماز پڑھتا ہے شام کو روزہ افطار کرتا ہے اصل حقیقت کیا ہے خدا بہتر جانتا ہے؟ ایسے موقعہ پر الف کو کیا کردار ادا کرنا چاہیے اس کا راز فاش کرے یا نظرانداز کرے۔

ج : اگر وہ قادیانی ہے تو اس کا راز ضرور فاش کرنا چاہیے ورنہ یہ شخص گناہ گار ہوگا اور گونگا شیطان کہلائے گا۔

طلاق بائن کا حکم

موسیٰ محمد ——— کراچی

س : ایک مرتبہ "طلاق بائن" میں نے آپ کو طلاق بائن دی کہہ دینے سے تین طلاق واقع ہو جاتی ہیں یا صرف طلاق بائن کیا ہے اس پر تفصیل سے روشنی ڈالیں نیز طلاق بائن کے بعد حلالہ ضروری ہے یا حلالہ کے بغیر دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے۔

ج : جس طلاق سے نکاح ختم نہیں ہوتا بلکہ عدت کے اندر شوہر کو اپنی بیوی سے رجوع کا حق رہتا ہے اسے طلاق رجعی کہتے ہیں اور جس طلاق سے نکاح ختم ہو جاتا ہے اور طلاق دینے والے کو رجوع کا حق نہیں رہتا اس کو طلاق بائن کہتے ہیں۔

سوال میں جو الفاظ ذکر کیے گئے ہیں ان سے ایک طلاق بائن ہو گئی اور نکاح ختم ہو گیا۔ لیکن اگر دونوں فریق راضی ہوں تو عدت کے اندر بھی اور عدت کے بعد بھی دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے حلالہ کی ضرورت نہیں۔

بقیہ : قاضی محمد سلیمان

۱۴ ۔ شرح اسماء الحسنیٰ ۔

۱۵ ۔ تاریخ المشاہیر ۔

سب سے زیادہ مقبولیت رحمۃ للعالمین کو حاصل ہوئی۔ اسلامی مدارس بالخصوص جامعہ عباسیہ بہاولپور، دارالعلوم دیوبند، جامعہ عثمانیہ دکن، دارالعلوم ندوۃ العلماء اور جامعہ ملیہ کے نصاب میں داخل ہوئی۔ اسی طرح متعدد اسکولوں میں بھی اسے داخل نصاب کیا گیا۔

مولانا عبدالمجید خادم لکھتے ہیں :۔

"صاحب ممدوح نے رحمۃ للعالمین لکھ کر تاریخی دنیا پر احسان عظیم کیا اور جس محنت شاقہ سے یہ مواد مہیا کر کے سیرت نبویہ میں ایک نئی طرح ڈالی اور نئی معلومات بہم پہنچائیں۔ اگر ہم سب مل کر بھی اس کا شکریہ ادا کریں تو رحمۃ للعالمین کے بار احسان سے سبکدوش نہیں ہو سکتے۔" (دیباچہ تاریخ المشاہیرؒ)

وفات : ۔ ۳۰ ۱۹ء مطابق ۱۳۴۹ھ آخری حج کر کے واپسی کا قصد تھا کہ جہاز میں خالق حقیقی سے جا ملے۔

رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ

KHATME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-160

جنّت میں گھر بنائیے

ارشادِ نبویؐ

"جس نے اللہ کیلئے مسجد بنائی، اللہ تعالیٰ اس کا گھر جنت میں بنائینگے۔"

سب سے اچھی جگہ مسجدیں ہیں
— الحدیث

پُرانی نمائش چوک پر واقع

"جامع مسجد بَابُ الرَّحمت (ٹرسٹ)"

خستہ حالی اور بوسیدہ ہو جانے کی وجہ سے شہید کردی گئی ہے اور اب اس کی از سرِ نو تعمیر کا کام شروع ہو چکا ہے۔ اہلِ خیر حضرات اس صدقہ جاریہ میں دل و جان سے حصہ لیکر مسجد کی تعمیر کو پایۂ تکمیل تک پہنچائیں۔ اس وقت نقد رقوم کے علاوہ سیمنٹ، لوہا، بجری، ریت اور متعلقہ تعمیری سامان کی اشد ضرورت ہے۔ جو دوست جس صورت میں بھی تعاون کرنا چاہیں وہ مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ قائم کریں۔

نوٹ :- واضح رہے کہ دفتر ختمِ نبوت بھی اسی مسجد میں واقع ہے۔

جامع مسجد بَابُ الرَّحمت (ٹرسٹ)

پُرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی نمبر ۳، فون نمبر:- ۷۷۸۰۳۳۷

اکاؤنٹ نمبر ۷،۲ الائیڈ بنک بنوری ٹاؤن برانچ